تذکرہ تو ختم ہوگیا یہ محفل جسمیں ہندوستان کے مشاہیر اور ممتاز مہذب جہان
نق افروز ہیں آپ کی دلچسپی کا باعث ہوگی مجھے اندازہ ہولیا کہ موجودہ حالت میں اُردو
ہ خدمت جس خلوص سے اہل ہنود فرمارہے ہیں اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دن اُردو کے
لک اصلی یہی حضرات ہونگے صیغہ تعلیم میں ان کی کتابیں کثرت سے موجود ہیں ہی
ابوں میں صرف راماین کے پچیس ناظم اُردو موجود ہیں دہلی کے شعرا میں انکا شمار سب سے
ا جاتا ہے نظم ونثر میں ان کی تعداد کثیر موجود ہے پھر جو خدمت کرتا ہے وہی
دوم بنتا ہے میں اس سلسلے کو ابھی موقوف نہیں کرتا حیات مستعار باقی ہے
۱۳ھ کے آخر اگر شعرا نے اپنے حالات بھیجنے میں فیاضی سے کام لیا اسکی
ی جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش ہوگی ۔ ہر زبان کی عمر آدمی کی عمر کے برابر
ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس محفل کے مہمان جو آج جوان اور صحیح وسلامت
ہیں پچاس برس کے اندر تاریخ سے افسانہ بنجائیں گے یہ محفل برخاست ہوگی
نہ دوسری کروٹ بدلیگا زبان نیا رنگ اختیار کریگی تہذیب نیا رنگ لا
ن سے گلچیں ان پھولوں کو آنکھوں سے لگائینگے اور انکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر
اذوق و شوق ہمارے دیدار کا مشتاق ہوگا مگر ہم کہاں ۔

دُنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہوں گے

پیارے ۔ منشی جودھ بخشی لال امین ہمیر پور متوطن کانپور

کہہ رہا ہے تیرے جوبن کا ابھار | ثمرہ نخل جدائی ہے یہی

وضاح ۔ بابو بینی پرشاد ولد منشی بہاری لال ساکن بجھور محلہ منشی پور

ضلع کانپور سنہ ۱۹ء انتقال کیا ۔

خوش ہوئے تھے کہ گلے ملتا ہے خنجر تیرا | یہ نہ معلوم تھا فوراً یہ جدا ہوتا ہے

گوہر ۔ منشی گنیندی لال خلف رام دیال رسا ابن منشی تلوک چند شاگرد

رسا و ہوش مرادآبادی و سعادت بدایونی و منشی شیو پرشاد کشتہ آپ

خاندانی شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں قوم کایست متوطن فرخ

مولد و مسکن بدایوں ۔

رخ پرنور کو تشبیہ دیتا ہے محشر سے | مری الفت میں تو رخ کو آئینہ دکھا

جوہر ۔ دیپا چند کھتری نبیرہ راجہ ٹوڈرمل فارسی کے نامی شاعر ہیں

اردو میں کلام بہت کم ہے ۔

قاصد تو اس فریب سے اس پاس جا بیٹھ | صاحب کسی کا خط ہے ذرا پڑھ کے سنا

عشرت ۔ لالہ نانک چند بی اے ۔ ملازم انگریزی اسکول بلرا

ضلع گونڈہ عمر تخمیناً ۳۰ سال ۔

آغاز ہی اس عشق کا انجام نہیں ہے | زینے تو ہزاروں ہیں مگر بام نہیں ہے

تمام شد

۱۵۷

پردہ اگر حشر میں وہ فتنہ گر آ سے ۓ خورشید قیامت کو حقیقت نظر آئے

ر. کنور درگا پرشاد تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سندیلہ
. وہ فارسی کے شاعر تھے صاحب تصانیف کثیرہ کے تخمیناً ۰ برس
عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا

شکوہ کیا اُن سے بیوفائی کا کہ زمانہ ہے کج ادائی کا
ن سے ہو آج وعدۂ دیدار وقت ہے قسمت آزمائی کا

سیم . جناب پنڈت شیو نرائن شمیم ایڈوکیٹ لاہور۔

ح خندیں ہے خلاف اصول ان میں شوخی بھی ہو حیا بھی ہو

س . بابو چندر سین شاگرد جناب فدا متوطن قصبہ تھانہ بھون

سلائے کرتی ہو تو ظالم آسنا لگا کے وصل کی شب اُلٹی شوخی حیا کو ٹھکرا کر

تاب . منشی گوری شنکر خلعت رائے خیراتی لال فرخ آبادی

ت ابھی نہیں ہے بیوفائی کبھی تو ذکر آجائے وفا کا

ست . رائے شیو سہائے نائب تحصیلدار ممبر و رخلعت راؤ برگزیدہ ساکن

ن اناؤ شاگرد واجد

تقابل ہو رُخ جاناں سے زور ہے آفتاب کی رنگت

. سوہن لال ماسٹر ضلع اسکول ممبر اور متوطن کانپور

ابھی کیا بادہ سرجوش ہو جسکو دیکھو رات دن بیہوش ہو

رنگ۔ لالہ کیشوداس خلف رائے بہادر لالہ ہیرا مل متوطن دہلی ۱۸۸۴ء میں انتقال کیا۔

ہو کفیل کار اپنا جب حبیب دو جہاں لاکھ کوہ غم اگر سر پر ہوں نازل کیا ہو

رنگ۔ لالہ لکھپت رائے ساکن حسین پور ضلع مظفر نگر

دل کی تڑپ کا بعد فنا بھی حال ہے تربت میں بھی ٹھہرنا ہمارا محال ہے
آپ بھی ہے دل بیتاب گرفتار بلا مجکو بھی ایسی مصیبت میں پھنسا رکھا ہے

رنگیں۔ لالہ بلاس رائے برادر خرد مہاراجہ بینی بہادر متوطن منڈیاؤں ضلع لکھنؤ۔

غیروں کے پاس جانا ہم سے کبھی نہ ملنا افسوس ہے تو وہ ہے ارمان ہے تو یہ ہے

رنگیں منشی موہن لال کایست دہلوی۔

رنگیں نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ میں

رونق۔ رادھا موہن لال اہلمد ریاست تروا ضلع فرخ آباد

ملبوس سے ظاہر ہیں فقیرانہ ہمارا پر حوصلہ دل تو ہے شاہانہ ہمارا

نزار۔ پنڈت تربھون ناتھ خلف پنڈت پرتھی ناتھ صاحب تشنی تلمیذ داغ دہلوی۔

دل ہمیں چھوڑ کے اسطرح گیا جیسے پہلو میں کبھی تھا ہی نہیں
جاناں سے مورث اعلی تمھاری بزم سے ہم کچھ ایسے نکلے کہ کوئی کبھی نہیں

ظلوم۔ مرلی دھر ہیڈ ماسٹر اینگلو ورنیکولر مڈل ہندو اسکول جگراؤں

سر طور موسیٰ جو ملجا ئیں ہمکو   انھیں لن ترانی سنائیں تمھاری

از۔ بابو ہیرا لعم اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر شیر شاہ۔

وصل کی رات ہے تو ہجر کا دن   یہی نیرنگ ہیں زمانے کے
اے فلک غمزدوں کو یہ تکلیف   ہمتو قائل نہ تھے ستانے کے

سوا۔ بابو ہرکشنداس کلرک پنجاب ریلوے مقیم دہلوی۔ شاگرد
غا شاعر دہلوی۔

نچی نظروں سے ہوئے جاتے ہیں بسمل اکیں   حشر برپا کرے گر آنکھ اٹھالے کوئی

نک۔ بابو گنگا پرشاد بلند شہری تلمیذ ساقی میرٹھی۔

حشر کے دن اپنے عاشق سے ملیں گے وہ ضرور
قول کے پورے بھی ہیں اور صادق الاقرار ہیں

زمۃ الحکیم نرائن رند لکھنوی نبیرۂ راجہ ٹیکمی نرائن در ڈیق۔ مہاراجہ
نکیٹ رائے۔

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سنو
گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے منزل اسکی کہ روز و شب وہ پاسے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

زیبا۔ رائے اجودھیا پرشاد شاہجہان پوری

شہدا ہمیں کد تاثیر ہوئی تو اتنی   نیند آجاتی ہے انکو مری افسانے سے

شمیم۔ شیو پرشاد عرف رجولال شاگرد رشید فیض آبادی مقیم باندہ

انجم سکے چراغوں کو فلک پر کیا ٹھنڈا   اے مہر لقا میری ہی آہ سحری نے

شائق۔ پانڈے گوری پرشاد عرف خوشوقت رائے گورکھپوری

ہزاروں خون ناحق ہو نگے ان ہاتھوں سے کچھ دن میں

یہ کہتے ہیں ترا دست حنائی دیکھنے والے

علو۔ کوبیر ناتھ صاحب ساکن کھیتولی ضلع اعظم گڈھ

دلوں میں تہلکہ سا پڑ گیا غل مچ گیا ہر سو

ہوئے غش یار کی جلوہ نمائی دیکھنے والے

عنقا۔ لالہ لال چند صاحب متوطن جگراواں ہیڈ ماسٹر انجینرنگ

ہائی یا پولر اسکول۔

بتوں کی محبت نے مذہب کو لوٹا   چلے دیر کو ہم مسلمان ہو کر

قمر۔ حکیم چھدامی لال صاحب عطاپوری شاگرد طپش

نہ جائیں کہیں آپ مہمان ہو کر   مرے دل میں بیٹھے رہیں جان ہو کر

گویا۔ گنگا بشن لال صاحب متوطن سلطانپور پہلے آپکا تخلص سرجوش تھا

آپ ہی ہر بات پر جھوٹے بنے   ہم رہے ثابت قدم اقرار پر

تمناؤں میں ارمانوں میں پھر ہلچل ہوئی پیدا
بڑی مشکل میں ڈالا ہے کسی نے مہرباں ہوکر
نہ جانے آہ تھی کوئی تمنا تھی کہ حسرت تھی
مگر کچھ تو ضرور اٹھا تھا سینے سے دھواں ہوکر

آثر۔ سرجو پرشاد صاحب کایست نگم قصبہ اکبرپور ٹانڈہ

ہمکو کیا کام اہل دنیا سے — ہیں گدا تیرے آستانے کے

ایجاد۔ منشی دیبی سہائے اکبرپوری شاگرد عجز لکھنوی۔

وہ دل لے کے چپکے سے چلتے ہوئے — یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے

آتش۔ موہن لال صاحب متوطن رڑکی ضلع سہارنپور۔

تمھارے جھوٹے وعدے بھی کبھی پورے نہیں ہوتے
یہ پرسوں کیا ہے جس کی انتہا ہوتی نہیں برسوں

بدر۔ مسٹر بردیال کھنا بی۔ اے۔ لکھنوی

تمھیں شمشیر براں کی ضرورت کیا ہے مقتل میں
گلا خود کاٹ لیں گے کج ادائی دیکھنے والے

دیوانہ۔ منشی منموہن گوپال شاہجہانپوری

آپ ہی کچھ دل بتائے کتنے جائیں — یہ سمجھتا ہی نہیں ہو مرے سمجھانے سے
اور ملا تب فرقت کہ غم کو چھوڑوں — ہوگئی آساں ہر مشکل ترے آجانے سے

لکشمی ۔ بابو لکھمی نراین صاحب دہلوی مصنف گان جواہر

یہ اپنی کم نصیبی ہے کہ ہم محروم جاتے ہیں
خطا ہے اس میں ساقی کی نہ کچھ تقصیر میخانہ

تو ہی تو ہے تصور میں جہاں یہ لکشمی جائے
تو ہی ہے شیشہ و ساغر تو ہی ہے میر میخانہ

منظور ۔ منشی کالی پرشاد منظور گورکھپوری تلمیذ مقصور گورکھپوری ۔

نہ مغرور ہو حسن پر اپنے کوئی
کہ یکساں رہا کب زمانہ کسی کا

مجھے کعبہ و دیر سے کیا غرض ہے
مرا سر ہو اور آستانہ کسی کا

مبتہج ۔ سانول داس کھتری محافظ دفتر کلکٹری ضلع اناؤ سنہ ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا ۔

تلوار کیوں نکالی تھی مقتل میں آپ نے
منظور میرے قتل کا گر امتحاں نہ تھا

مونس ۔ پرکاش چندر سیوہارہ ضلع بجنور یوپی ۔

عداوت تھی یہاں تک باغباں کو
لگادی آگ شاخ آشیاں کو

ہزاروں کے ہوئے ارماں پورے
ہمیں سے دشمنی ہے آسماں کو

مائل ۔ پنڈت جگدیپ نرائن چودھری ساکن شاہجہاں پور

بیوفائی کا اسکی کیا شکوہ
کوئی معشوق باوفا بھی ہے

نسیم ۔ لالہ لکشمی چندجی ساکن نور محل ۔

حسن کا سودا کرتے ہیں فنا کو دیکھ کر ہم بھی دینگے نقد دل جور و جفا کو دیکھ کر

غش ۔ راجہ بہادر ساکن موضع اسولی مقیم لکھنؤ

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کشش کیسی ہے منزل میں
وہ آتے ہیں مری آنکھوں سے ہو کر خانۂ دل میں

فائق ۔ کنجبہاری لال صاحب کانپوری ۔

ان کی شوخی تو دیکھئے فائق پوچھتے ہیں مزاج بسمل سے

فدا ۔ کاشی ناتھ صاحب شاگرد واجد ساکن تھانہ بھون ۔

تھا مقدر میں غم جدائی کا کیا گلہ ان کی بیوفائی کا

کمال ۔ لالہ جگناتھ صاحب ساکن نور محل تلمیذ جوش ملیسانی

بڑی مدت کے بعد آخر طلسم بیخودی ٹوٹا
بیان غم کیا پھر آنسوؤں نے ترجماں ہو کر
اٹھا اور اٹھ کے سر قدموں پہ انکے ڈالکر میں نے
سنائی داستاں اپنی مجسم داستاں ہو کر
ہوا جب گدگداتی ہے غنچے مسکراتے ہیں
حجاب ناز سے خوشبو نکلتی ہے جواں ہو کر

گل ۔ گلاب رائے صاحب ورما بیاوری ۔

چلے آؤ گے میرے گھر دیکھ لینا یہ آہ رسا کا اثر دیکھ لینا

شفق۔ کرتار ناتھ شفق شیدائی متوطن سیال کوٹ عمر تخمیناً ۲۰ سال

انسان کا حیات پہ کب اختیار ہی — اے بے خبر اجل تری سر پر سوار ہی

شفق۔ کنہیا لال شفق وکیل۔ راج بجے پور شاگرد قلق میرٹھی۔

اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں — تفحص چار سو ہے اور میں ہوں

صبا۔ پرتھی چند لال صاحب رئیس پورنیہ۔ شاگرد شوق نیموی۔

عشق لیلی کا اگر قیس کو کامل ہوتا — مانع دید نہ کچھ پردۂ محمل ہوتا

صابر۔ بید نرائن سنگھ صاحب اہلکار ریاست اجیگڑھ۔ شاگرد یاس لکھنوی۔

نغمہ طرازیوں کی فرصت مجھے کہاں ہے — رخصت ہے فصل گل کی کانٹوں میں آشیاں ہیں

ضیا۔ بابو ہریش چند ربی اے ایل ایل بی وکیل دایونند پوری۔ عمر ۳۰ سال۔

پوچھتے کیا حال ہو مجھ خانماں برباد کا — مشغلہ ہے آہ کا یا شغل ہے فریاد کا

وہ قیامت کا سماں میری نظر میں کیوں نہو — آہ کرنا اور مٹ جانا دل ناشاد کا

طرب۔ متصدی لال صاحب کایست خلف مرلی دھر صاحب عطار شاگرد ظہور۔

ہمارا خون برابر بہائے جاتے ہیں — وہ اپنے پاؤں میں مہندی لگائے جاتے ہیں

عاشق۔ گوکل چند کھتری متوطن تھانہ بھون شاگرد شوکت میرٹھی

عشق وہ زخم ہی جسکا نہیں کوئی مرہم   یہ مرض وہ ہی کہ جسکا نہیں درماں دیکھا

رند۔ پنڈت رام متوطن تھانہ بھون۔

حافظ و ناصر خدا ای رند اب جاتی ہیں ہم   بول اٹھا دل یار کی ناز و ادا کو دیکھ کر

سائل۔ جناب خزانچی لال دہلوی مقیم سہارن پور۔

دو روزہ زیست میں لیں اپنے سر برائی کیا   کریں تمھاری طرح ہم بھی بیوفائی کیا

بجز مروت و اخلاص و دوستی و وفا   بتائیے تو سہی ہم میں ہی برائی کیا

سوسن۔ ہر پرشاد ہیڈ کلرک سررشتہ تعلیم ضلع سیتاپور۔

چلے آتے تھے گھر بے بلائے   مری بھی راہ پر قسمت کبھی تھی

سفیر۔ بابو جوتی پرشاد وکیل متھرا۔

ابھی کل تک جو زیب تھے گلزار عالم میں
صبا سر پیٹتی ہی آج ان پھولوں کے ماتم میں

شجاع منشی رام لال شجاع متوطن کھاچر

بخت سیہ نے بعد فنا یہ اثر کیا   کم کم ہی روشنی مری شمع مزار میں

شہیر۔ منشی لوک چند منشی فاضل ادیب فاضل متوطن مقام سیڑی ڈاک خانہ مورنڈا ضلع انبالہ۔

آپ کی بزم تو بہتر ہے مجھے جنت سے   زندگی اسمیں گزرتی ہی عجب راحت سے

دیکھنا ہو جس کو آکر دیکھ لے   جان باقی ہے ابھی بیمار میں

شاگرد داغ دہلوی۔

فائدہ خاک جمع زر میں نہیں ‌ ‌ ‌ کچھ نہیں خیر اگر بشر میں نہیں

برق۔ پریم کمار آذری عمر تخمینا ۲۲ سال۔

چار حرف آرزو سننی ہیں تم کو ناگوار ‌ ‌ ‌ تم سنو گے خاک ڈ لیسے داستان آرزو

گلشن عالم کا منظر بھی ہے کتنا دلفریب ‌ ‌ ‌ تنکے تنکے پر بندھا ہے آشیان آرزو

امیر۔ گوبردھن پرشاد ۱۹۳۰ء میں انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور تھے۔

جذبۂ دل کی ہیں تاثیر دکھاتا تم کو ‌ ‌ ‌ مرے تابوت میں سرِ جانِ اگر دل ہوتا

تاالفت۔ ماسٹر بھولا سنگھ ہیڈ ٹیچر لوئر مڈل اسکول مغلطم تحصیل فاضلکا۔ ضلع فیروز پور عمر ۲۵ سال۔

دم گریہ مجھے وہ چھوڑ کر کیوں جاتے ہیں ‌ ‌ ‌ ایسے طوفان میں دریا کا سفر کرتے ہیں

دشمن اپنا وہ بنا لیتے ہیں اک دنیا کو ‌ ‌ ‌ اس زمانے میں جو اظہار ہنر کرتے ہیں

جوشؔ۔ مسٹر موہن سنگھ ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ

ای نسیم سحری تونے اڑا دی افسوس ‌ ‌ ‌ رونق بزم فقط خاک تھی پروانے کی

حسرت۔ بشن داس۔ محکمہ نہر مالاکند ضلع سیتاپور

مجھ کو نفرت ہے نمود و نام سے ‌ ‌ ‌ کام رکھتا ہوں میں اپنے کام سے

چھوڑ دنیا کی ہوس گر مرد ہے ‌ ‌ ‌ زندگی ہوگی بسر آرام سے

رسا۔ کشندیال الہ آبادی

انکسار۔ لالہ سرجو پرشاد صاحب لکھنوی شاگرد احسان شاہجہانپوری

وابستہ جوانی تھے لطف زندگی کے — پیری نے منہ دکھایا اب کیا کرینگے جی کے
مرنے پہ کون کسکے آتا ہے فاتحہ کو — اپنے پرائے ساتھی ہوتے ہیں جیتے جی کے

الفت ۔ امانت رام ساکن پٹنہ عظیم آباد

دل ہاتھ سے سمجھ کے حسینوں کو دیجئے — قصہ نہیں سنا ہے فرشتوں کی چاہ کا
کچھ ہے بغض گورکا اے منعم خیال — دو دن فقط بلند ہے گوشہ مزار کا

برہم۔ جناب پنڈت امبکا پرشاد صاحب دکشت برہمن ولد جناب پنڈت گردیال جی صاحب وکیل ولادت مضافات کانپور۔ متوطن لکھنؤ یہاں تعلیم ایم اے تک حاصل کی۔ جبلپور میں فارسی کی پروفیسری پر مامور ہوئے۔ ۱۸۹۴ء میں جیوبلی اسکول میں سکنڈ ماسٹر ہوئے۔ ڈائرکٹر صاحب سے ناچاقی ہونے پر ترک روزگار کر کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹری پر معین ہوئے۔ تھوڑا زمانہ ہوا انتقال کیا۔ قدر بلگرامی کے شاگرد تھے

ساری دنیا ہے غریب الوطنوں کا مسکن — ہائے کس سے کوئی پوچھے یہ وطن کسکا ہے
دلمیں عاشق کے اُتر جائے جو نشتر بنکر — ایسا اعجاز کے سوا اور سخن کسکا ہے

بیمار۔ کدار ناتھ صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اسکول کھیر اگڑھ

دوست کا دوست کو بھی رنج نہیں ہوتا ہے — پھول بھی گر یہ شبنم پہ کہیں روتا ہے

بہار۔ الکوری شیو نندن پرشاد کایست ہیڈ ماسٹر اسکول اردل۔

رکھتے تھے خط نستعلیق وخط شکست اچھا تھا۔ اُردو میں ایک ناول "چاک گریباں" اور متعدد قومی نظمیں۔ قصائد۔ تاریخ۔ چند غزلیں ہیں زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ ۴۵ برس کی عمر پاکر سنہ ۱۹ء میں وفات پائی۔

ہشیار ہو جو عاشق کیف شراب ہوں ۔۔۔ چونکیں جو محو نغمۂ چنگ و رباب ہوں
جاگیں جو مست لذت خواب شباب ہوں ۔۔۔ اب لیسے مستعدِ کار صواب ہوں

دیکھیں بچشم ہوش جو حالت ہو قوم کی
بس حد بھی ہو چکی ہو تغافل کی نوم کی

نہو جو دل سے جویائے حقیقت ۔۔۔ وہ پہنچے کیسے اسرار نہاں تک
اثر کرنا تھا اُنکے دلمیں اے آہ ۔۔۔ کیا کیا تو نے جا کر آسماں تک
کریں کیا خوبیٔ قسمت کا شکوہ ۔۔۔ رقیب اپنا بنا ہے راز داں تک
خصمت دیدار گردی ہو تو فیض جود سے ۔۔۔ ضبط بھی مجھ کو عطا ہو جلوہ دیدار کا
بت پرستی بادہ خواری میں کٹا عہد شباب ۔۔۔ اب اثر توبہ کرو ہو وقت استغفار کا

آرام ۔ منشی لچھمن لال کایست دہلوی شاگرد میر انشا اللہ خاں انشا

ہمدمو مجھ سے یہ کہتے ہو تو یار سے مل ۔۔۔ اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

احمر ۔ بابو کرشن دیو بھونی نکلی مارکیٹ کراچی

قاصد اتنا انھیں پیغام زبانی دینا ۔۔۔ کس خطا پر مجھے اے دوست فراموش کیا

بزرگ اکبر آباد کے متوطن تھے۔ غدر کے بعد والد اور چچا لکھنؤ میں بصیغہ ملازمت مسکن پذیر ہوئے دادا بابو گوپال سنگھ بھی لکھنؤ چلے آئے نہایت شریف اور نیک نفس بزرگ ہیں۔ اُردو فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔

سربلندوں کو کیا قد نے پست یہ ——— رنگ پیلا پڑ گیا غیرت سے چرخ پیر کا
واں کب ساقی کو میرا دھیان آیا حیف ہے ——— جبکہ میری عمر کا لبریز پیمانہ ہوا
تنگ آ کر زن دنیا سے عدم کو جو گیا ——— نام اُسنے نہ لیا لوٹ کر گھر آنے کا
قاتل نے جب چکایا قصہ رگ و گلو کا ——— خنجر کے منہ میرے زخموں نے خون تھوکا
نیکوں کی عیب جوئی ہے باعث فضیحت ——— منہ پر پڑیگا اُڑ کر گر آسماں پہ تھوکا
پتہ کیا پوچھتے ہو دلستاں کا ——— وہ باشندہ ہے ملک لامکاں کا
ذرا حظ نہ ہمکو ملا زندگی کا ——— گزر سب زمانہ گیا زندگی کا

اشک۔ رام سرن پرشاد ساکن سمہری

کیسے بیدرد ستمگر حسیں ہوتے ہیں ——— لیکے دل لاکھوں کا پھر پردہ نشیں ہوتے ہیں

اثر۔ منشی مولچند صاحب عرف بابو پرشاد کایستھ سریواستو دوسرے رئیس ذمیندار پسر اکبر جناب منشی مینڈی لال صاحب متوطن خیرآباد۔ محلہ بھولن پور۔ ضلع سیتاپور پہلے عیش تخلص تھا۔ شاگرد مولوی حسن علی خاں صاحب حسن رامپوری۔ فن شعر و انشا و تاریخ میں مہارت تامہ

بیمانہ عیش سے تیری بسر ہوتی ہو دنیا میں
مگر کچھ فکر عقبیٰ کی بھی دُنیا دار کر لینا

مائل۔ بابو بھولا ناتھ مائل ساکن مڈپورہ

دل کو تباہ کیجئے پر دیکھ بھال کے
یہ ٹوٹا پھوٹا گھر حرم کردگار ہے

برشتہ۔ پنڈت رام چرن متوطن قصبہ نجف گڑھ

برشتہ بھی الٰہی بادہ الفت کا اک ساغر
چڑھا کر ہو گیا ہو عاشق دلگیر متیانہ

ملا۔ پنڈت آنند رام مُلّا۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی کشمیری ثم لکھنوی خلف پنڈت جگت نرائن صاحب والیس چانسلر لکھنو یونیورسٹی سابق وزیر لوکل سلف گورنمنٹ ولادت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء عمر ۲۹ سال تلمیذ مولوی برکت اللہ رضا مرحوم آپ کا شمار لکھنؤ کے کامیاب شعرا میں ہے۔

قفل اندر سے لگا لیتے ہیں زندانو میں
اُف تمنائے اسیری ترے دیوانوں کی

نظر۔ رسالے بیٹھا کر پرشاد صیغہ دار رشید آباد دکن

نامہ بر کہنا زبانی بھی یہ اسکو دیکے خط
عاشق مایوس کی یہ آخری تحریر ہے

ہنر۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب الہ آبادی شاگرد نظر۔

کیا لکھوں اس سے زیادہ خوبی قسمت کا حال
ایک خط میں سو جگہ بگڑی ہوئی تقدیر ہو

رونق۔ ماسٹر لچھمی نرائن دھون خلف بابو بالکرشن ولادت سنہ ۱۸۴۴ء مقام سوندھی ٹولہ لکھنؤ شاگرد شاد میر لکھنوی قوم کھتری اگروال تعلیم الیف اے پاس سابق سکنڈ ماسٹر جوبلی ہائی اسکول حال پنشنر سررشتہ تعلیم آپ کے

کے شاگرد ہیں۔ غزل ہندی میں لکھتے ہیں اور داد سخن پاتے ہیں۔

لگا خدنگ دو شعبہ ہی نوک مژگاں کا — بغل میں دل بھی ہی زخمی مرا جگر کی طرح
شادی کی اب امید ہی پیرانہ سری میں — جھڑتے ہیں مری پھول چراغ سحری میں
گر بلندی پر ستارہ ہو مری تقدیر کا — بام پر نظارہ ہو اس ماہ پر تنویر کا

مشتاق۔ جگناتھ پرشاد متوطن بنارس تلمیذ آفاق

حسن تھا جبتک نہ ظاہر عشق کی شہرت نہ تھی — شمع جب روشن نہ تھی پروانہ کہاں پروانہ تھا
غور سے دیکھا تو اے مشتاق ثابت ہوا — کوئی بھی بیگانہ تھا جو تھا یہاں یگانہ تھا

نشتر۔ بابو ہر گوبند دیال وکیل اوری بی اے تلمیذ قمر لکھنوی

دیکھکر پھولوں کو یہ بیساختہ گزرا خیال — الکمن آخر ہیں یہ گلچیں کے دامن کیلئے
تم بھی نشتر چھوڑ کر اکدن اسی کے ہو رہو — جسکی رحمت ایک سی ہی دوست دشمن کیلئے

شاطر۔ شمبھو سہائے خلف نرائن داس صاحب ولادت ۱۸۹۰ء ویش اگروال تلمیذ عیاں میرٹھی زمیندار موضع بسوت ساکن موضع ہر چند پور ضلع میرٹھ۔ اردو فارسی انگریزی جانتے ہیں عمر ۲۱ سال۔

رہروان رہ الفت کا نہ پوچھو احوال — تھک کے بیٹھیں تو لب گور ہی منزل ہو جائے
آئے گی جب بلبل قفس کی تیلیاں — تب کہینگے سوز دل کو تیرے ترانے ہم
باغ عالم کے کرشمے اور تو دیکھے سبھی — ہم نکلتے دیکھنا ہی باشق دلگیر کا

جوہر۔ بابو متھرا پرشاد بسارییب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع ہرا‌ئچ

نہ ہو جب تک اشارا تیرا پتّہ بھی نہیں ہلتا
وہی ہوتا ہے اے مالک جو ہوتی ہے رضا تیری

حسرت۔ منشی آتما رام خلف رائے دولت رام نبیرۂ راجہ کنور سین بہادر دہلوی سنہ ۱۹۰۲ء میں انتقال کیا۔

دیکھا جدھر اٹھا کے نظر خاک کر دیا
دل کیا بچے کہ تیرے اشارے بلا کے ہیں

حیران۔ منشی رام نرائن خلف منشی میکو سنگھ دہلوی قوم کھتری۔ تلمیذ داغ دہلوی۔

مر گئے تو مٹیں تمنائیں
نکلے ارمان خاک میں مل کے

قرینے کا مذاق اچھا سلیقہ کی ہنسی اچھی
پسند خاطر احباب ہو وہ دل لگی اچھی

صوفی۔ شاہ سرن بنارسی عمر ۵۰ سال پیشہ کار کلکٹری بنارس۔

اے صوفی درمیاں سے اٹھ گئے سارے حجاب
میری اس کے رشتۂ تار رگ جاں رہ گیا

شایق۔ بابو بہاری لال صاحب ناگڑی کھتری پوادھے۔ خلف بابو ہنومان پرشاد جی۔ ولادت سنہ ۱۸۷۱ء مڈل کلاس پاس کر کے انگریزی کتابوں کی دوکان چوک میں کھولی۔ کچھ دنوں بنارس کے محکمۂ ریلوے میں رہ کر ملازمت ترک کر کے لکھنؤ چلے آئے۔ کوٹھی نمبر ۱۴ واقع قیصر باغ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہیں۔ حالانکہ آپ اردو نوشت و خواند سے ناواقف ہیں۔ مگر صحبت شعرا سے کلام اچھا ہوتا ہے سنہ ۱۸۹۲ء سے شاد پیر و میر لکھنوی

کمتر۔ بابو کنھیا لال رستوگی ایم اے۔ (فارسی) خلف بابو گھبردیال زمیندار و رئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۸ء اور ۱۹۳۰ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی ایم اے کی ڈگری درجہ اول حاصل کی فارسی مضمون نگاری میں کامل مہارت ہے۔ نہایت خوش مزاج اور خلیق ہیں۔

پرندہ مشت پر وہ اشرف المخلوق انساں ہو — کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری

مجازی ہی نقطہ زینہ ہو اک عشق حقیقی کا — کھلے جو چشم دل تو شیخ دیکھے نردباں میری

جلال باغبان باغ عالم کا تصور ہے — ہمیشہ گل کھلاتی ہو بہار بے خزاں میری

نہیں چھوٹیگی رندی شیخ جی جنت کے وعدہ پر — دلا ارزاں اور نسیہ۔ نقد یہ جنس گراں میری

رہے جسکی ثنا میں سب رسول و انبیا عاجز — لکھوں حمد و ثنا اسکی کہاں تاب و تواں میری

بہت بیچین ہی قطرۂ مہجور وحدت سے — تمنا ہے کرے امداد بحر بیکراں میری

نہیں کمتر کی خوبی شاعری الہام غیبی ہے — بجا کرتی ہیں مدحت شاعران نکتہ داں میری

کیفی۔ پنڈت برجموہن ناتریہ دہلوی کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۹۰ سال

خاک در کعبہ کی خوب چھان لی تو نے — اب ذرا جھکا کر سر کو دیکھ دل کے منہ میں

دیکھا تو تماشائی گل ہو رنگ و بو بالکل — امتیاز ناممکن ہے عرض سے جوہر میں

عاجز۔ بابو کنھیا لال صاحب ورما عاجز بڈھانی پنشنر اسسٹنٹ سرجن

زباں کو ہے کہاں طاقت تری مدحت سرائی کی
قلم کیا لکھ نہیں سکتا صفت تیری ثنا تیری

اب رکھا کیا ہے یہاں حضرت آدم بھی نہیں
لطف آتا جو کوئی خلد میں انساں ہوتا

ہمیں اس نزع کے عالم میں بھی آرام آجائے
بوقت آخری گر یار کا پیغام آجائے

کیا مسرت دے مجھے باد صبا
میرے پہلو میں دل ناشاد ہے

قلیس۔ رام پرشاد وکیل گیا خلف منشی سنجیون لال دیوان راج ریاست ٹکاری تلمیذ اکبر دانا پوری اردو شاعری کا نہایت شوق تھا ایک انجمن لٹریری کلب گیا کے نام سے قائم کیا تھا جسمیں ہر مہینہ مشاعرہ ہوتا تھا۔ دیوان مرتب ہو چکا تھا ۱۹۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

سیر چلے باغ دنیا سے کیا لیکے ہم
نہ کچھ رنگ لائے نہ پھولے پھلے

عجب شان سے دیکھا ہے اسکو پہلو میں
ہمارے خواب کی تعبیر دیکھئے کیا ہو

شوق سے آئے تھے تربت کے مٹانیکے لئے
چپ کھڑے ہیں آپ کیوں گورغریباں دیکھکر

قصیر۔ منشی گوری شنکر صاحب شاگرد ظہیر دہلوی

تمھارا کیا اجارہ ہے دکھائیں کیوں بتائیں کیوں
کہیں سے لائے ہیں تصویر ہم اک بے مروت کی

نکل آیا ہے کیا انکار میں اقرار کا پہلو
بڑے موقع پہ کچھ انکی زباں نے آج لکنت کی

قمر۔ بدری پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ وکیل گورکھپور شاگرد دیسم

تو نے اللہ کا گھر کعبہ نشیں دیکھ لیا
میں نے بتخانہ میں کعبہ کا مکیں دیکھ لیا

عمر گورکھپوری۔

آنسو بہائے قبر پر اس گلعذار نے | کیا رو کے کہدیا مری شمع مزار نے

غریب۔ منشی شیام سندر لال صاحب گورکھپوری شاگرد عمر گورکھپوری

غرہ بہت بہار کو تھا اپنے حسن پر | شرمندہ کر دیا اسے تیرے نکھار نے

فصیح۔ منشی ربہادر فصیح پنشنر ساکن کڑا خدایار خاں لکھنؤ۔

نہیں دل کوئی بھی ایسا نہو جسمیں جا تیری | سمائی نور بنکر چشم عالم میں ضیا تیری

ثنا کیا اپنے ہی اعمال کر پاتے ہیں دنیا میں | ہمیں اے آسماں ہوگی ستایش نارواتیری

ترے اسرار انساں کی سمجھ میں آ نہیں سکتے | جہانتک ہم پہنچے شان ہے اس سے سوا تیری

یہ کعبہ ہو مکاں تیرا نہ بتخانہ ہے گھر تیرا | جو آنکھیں ہوں تو ہر دل میں نظر آتی ہے جا تیری

فروغ۔ کنور بہادری کرشن رئیس سکندر آباد وکیل دہلی۔

بت و بتخانہ و دیر و کنشت و کعبہ و مسجد | متاع پارسائی سب ہوئی جاگیر میخانہ

فدا۔ پنڈت برج کرشن گنجور جوائنٹ سکریٹری انجمن نقاد سخن فیض آباد

خلف پنڈت دیا کرشن صاحب گنجور کشمیری تم فیض آبادی عمر ۲۲ سال

اُردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فی الحال اسٹار پرنٹنگ

پریس لکھنؤ میں منیجر ہیں۔ نہایت خلیق ہیں۔

قطرۂ خون جگر کی دیکھنے اکسیر کیاں | آنکھ میں آنسو بنا من میں رہا ہو گیا

نظر آتا جو کہیں دیکھنے والا کوئی | جلوۂ دوست بھی پردہ نشیں نہاں ہوتا

ایک سال کے بعد ریاست گوپال پور کے نائب ہوئے فارسی کے اچھے نثار تھے سنہ ۱۹۰۱ء میں انتقال فرمایا۔

حبیب نہ اثبات دہن ٹھہرا یہی ثابت ہوا | بات جو ہے یار کی وہ غیر کی آواز ہے
مال دنیائے دنی کی میں نہیں کھتا ہوس | بندیاں روز ازل سے باب حرص آز ہے
رازق مطلق کو عسرت میں نہ بھولے آدمی | بند ہے گر ایک در تو دوسرا در باز ہے

صادق : جھجو سنگھ صاحب بی اے وکیل اجّین متوطن بلند شہر عمر ۴۰ سال

نہ لے ساتھ اپنے گناہوں کا توشہ | عدم کے مسافر سفر کرنے والے
غم و رنج واندوہ و حرماں فقط ہیں | تسلی مری وقت پر کرنیوالے

صاحب ۔ صاحبرائے مورّخ کایست ہمتیل تاریخگو تھے عہد آصف الدولہ کے شاعر تھے ۔ مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ عیش باغ کے پھاٹک سے جا رہے تھے دیکھا کہ پھاٹک پر جو مٹی کا شیر ہے اسکے منہ میں طوطے نے اپنا گھر بنایا نواب نے مسکرا کر صاحبرائے کی طرف دیکھا اُنھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی

قربان شہ کے صدقے کیا عدل کا نشان ہے | جو شیر کے دہن میں طوطی کا آشیان ہے

عاصی ۔ منشی طوطا رام کایست بلگرامی سنہ ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔

تر ہو گئی مسی ترے لب کی شراب سے | حیراں ہوں رات بھیک گئی آفتاب سے

غمخوار ۔ بھگوان داس صاحب ملازم ڈاکخانہ صدر گورکھپور۔ تلمیذ

روتا ہوں چپکے چپکے آآ ہے یاد جب دم　　وہ دیکھنا کسی کا لڑیں چرا چرا کر

سبنھی۔ پنڈت رام سبنھی ساکن قصبہ رلیاری ضلع گورگاؤں تلمیذ بسمل دہلوی عمر ۴۰ سال۔

کونسا گھر ہے کہ جسمیں نہیں چرچا تیرا　　دیر ہو یا ہو حرم ذکر ہے ہر جا تیرا

سحر۔ پنڈت ہر نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق بریلوی آپ بسلسلۂ ملازمت ڈیرہ دون میں قیام رکھتے ہیں

تپ غم ہم سراپا عشق میں تیرے ہوائی ہیں　　جگر پر داغ تن پر آبلے سینہ میں چھالے ہیں

میں اپنی موت کا خواہاں خضر ہیں زیست کے طالب　　انھیں خضر کی حسرت ہے مجھے مرنیکے لالے ہیں

سحر۔ منشی اقبال ورما ہنگامی۔

دُنیا جل نے زمانہ کو رنج و غم کیا کیا　　دلوں پہ موت کے ہاتھوں ہوئے ستم کیا کیا

بچا نہ شاہ بھی اس سے فقیر بھی نہ بچا　　غریب بھی نہ بچا اور امیر بھی نہ بچا

نہیں ہے دہر گزرگاہ خاص و عام ہے یہ　　کچھ اسمیں شک نہیں عبرت کا اک مقام ہے یہ

شعلہ۔ منشی بنواری لال کایست سکینہ باشی بریلوی تخمیناً ۵۵ سال کی عمر سنہ ۱۹۱۲ء میں انتقال کیا

ہمنے آ کر دل ناکام سے وہ کام لیا　　کہ فلک پہ کے فرشتوں نے بھی دل تھام لیا

صبور۔ کنور گوپال سہائے خلف راجہ جیا لال گلشن ولادت سنہ ۱۸۲۰ء شاگرد آتش۔ شاہی میں بخشی فوج تھے انگریزی میں نائب تحصیلدار ملیح آباد اور

ہری کشن داس چنچل ساکن محلہ لہری ٹولہ گیا عمر ۵۰ سال. آپ کو اردو شاعری کا بیحد شوق ہے اکثر کلام ظرافت آمیز ہوا کرتا ہے. کلام میں جدت و تازگی ہے. متعدد ناٹک کے مصنف ہیں

بستان دہر میں یہ گلستاں ہے کسلئے | نغمہ سرائے مرغ خوش الحاں ہے کسلئے
عبث زندگی ہی اپنی دہاتی ہے بے ثبات | عیش و نشاط کا سر و ساماں ہے کسلئے
دنیا کا انقلاب دکھانے کیواسطے | محتاج مجکو کر دیا دانے کیواسطے
راحت جو بعد رنج دہاتی ہوئی نصیب | اچھا سبق ملا یہ زمانے کیواسطے

دلبر. ٹھاکر مہپال سنگھ رئیس ادسرکوٹ ضلع گونڈہ

دُھری مصیبتوں کا قاتل کو سامنا ہے | دامن یہ چھپڑے ہیں کچھ داغ آستیں پر

دل. بابو فیروز چند بھنڈاری سب انسپکٹر حیدر آباد سندھ تلمیذ دبہ

مچی ہے دھوم بہت جب سے لن ترانی کی | یہ آرزو ہے کبھی اسنے گفتگو ہو
کعبۂ دل. بتوں کی جا بھی ہے | حرم پاک کبریا بھی ہے

ریحان. بھگوتی پرشاد صاحب بی. اے ایل بی وکیل. گورکھپور شاگرد وسیم

کیا کہئے حال ہستی ناپائدار کا | جھونکا ہو کوئی جیسے نسیم بہار کا
جسکے کرم سے باغ جہاں ہے ہرا بھرا | ریحاں مجھے ہے عشق اسی گلعذار کا

رند. گنگا پرشاد لکھنوی شاگرد جرأت دہلوی ۱۸۵۴ء میں انتقال کیا

طور پر برق جو چمکی ہوئے موسیٰ بیہوش ۔۔۔ جلوۂ رخ کے سوا اس میں کوئی راز بھی تھا

کج ادائی نے تمھاری یہ اثر دکھلا دیا ۔۔۔ پڑ گئے زلف سیہ فام میں خم آپ سے آپ

جاذب ۔ منشی رگھوا اندر راؤ وکیل عالم نگر

دولت علم و ہنر وہ ہی نہیں جسکو زوال ۔۔۔ گلشن بنجا رہے خالی ہنر دولت نہیں

نفع ہو نقصاں ہو ۔ کر لو کام اپنا آپ ہی ۔۔۔ غیر کے ہر کام میں اچھی مگر برکت نہیں

خبیر ۔ راے نیبری پرشاد منتظم دفتر معتمد پیشکاری تلمیذ مولوی میر احمد علی

وحشت دل نے جنوں ایسی گریباں گیر ہو ۔۔۔ طوق گردن میں ہو میرے پاؤں میں زنجیر ہو

خرم ۔ منشی ستیل پرشاد منصبدار حیدرآباد ۔

ہوئی ہے جیسی کہ کن سے نمود ہستی کی ۔۔۔ فنا بھی ہوگی یونہیں ایک روز ہو ہو کر

خلیق ۔ راجہ دیبی داس سوم ۔ تعلقدار حیدرآباد شاگرد حفیظ جونپوری

زیست تو اگر دو دن تجھے آنا ہے اے موت ضرور ۔۔۔ گر شب ہجر میں آ جاتی تو احساں ہوتا

خمار ۔ برجموہن لال بریلوی تلمیذ ہوش بریلوی

اُٹھے جب تک دھواں دل سے زباں ہوں کیا اشک ۔۔۔ کہیں پانی بھی برستا ہے گھٹا سے پہلے

وہ بیکس ہوں سو بار آکر قضا ۔۔۔ سرہانے مرے نوحہ گر ہو گئی

خوب ۔ خوب چند عرف بابا لال حیدرآبادی تلمیذ ہرمز عمر ۴۶ سال ۔

محبت ہے ترے تیر نظر سے ۔۔۔ نکالوں کس طرح اسکو جگر سے

داغی ۔ بابو بہری ہر پرشاد تحمل عرف لال بابو قوم اگروال خلعت بابو

بتوں کی محبت کا ہے جزو لازم | خدا سے ذرا دور ہی دُور رہنا
وہیں تیوری چڑھی مجکو جو دیکھا تھے پھیلاتے | سوال وصل کا پڑدے ہی پردمیں جواب آیا
خدا جو دے تو یہاں دید کی گدائی کر | جہاں کو سیکے لیکے جہانگیر شاہ کیا ہوگا
عجب عشق کے شہر کا حال دیکھا | یہ آباد ہوتا ہے ویران ہوکر
صید بسمل کے تڑپنے سے تغافل اسقدر | ایکدن بجلی گرے گی خانۂ صیاد پر
دیر و حرم ہیں شیخ و برہمن کیو اسطے | ہم جنکو پوجتے ہیں وہ پتھر ہی اور ہیں
جہانگیر گھبرا گئے ایسی جلدی | محبت ہے یہ کچھ حکومت نہیں ہے
ہیں ہتھکنڈوں سے حسینوں کے خوب واقف ہم | مجھے بھی ایسے ہی لوگوں سے کام رہتا ہے
کوئی ایسا نہیں ملتا کہ ملائے اُس سے | یوں تو اپنی بھی زمانہ سے شناسائی ہے
دور ساغر دور گردوں ہو گیا | چشم ساقی سے مروت اُٹھ گئی

جابر۔ بابو جگل کشور بی۔اے۔ وکیل خلف منشی مادھو حزن قوم کایست ساکن محلہ رمنہ گیا شاگرد حشر بتوی سنہ ۱۹۱۰ء میں بعمر ۴۵ سال انتقال فرمایا

لڑا دینا آپس میں ہے کار دنیا | جو سر ہے کسی کا تو پتھر کسی کا
نہیں پرہیز لازم خاک سے انسان کو ہرگز | کہ آخر مٹی میں ملنا ہی اسکو جو بنا گل سے

جودت۔ منشی جدو بیر سہائے خلف منشی بنواری لال متوطن مان پور قصبہ گیا شاگرد حشر و شفق و کوثر قوم کایست سنہ ۱۹۱۲ء ۵۵ برس کی عمر میں راہی عالم بقا ہوئے۔

کی حکومت خدائی پر اس نے   جس نے خود اپنا انتظام کیا

عذیر - بندیشری پرشاد وکیل گونڈہ عمر ۳۰ سال

ہے ہم پہ بھی حال دل نہ پوشیدہ رہا   خاموشی گویا زبان حال کی آواز ہے

بال - منشی پرسوتم دیو کپور خلف جمعدار لالہ بالمکند صاحب کپور آئی اے ایس سی پنشنر انسپکٹر پشاور ولادت ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء بمقام پشاور ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کر کے دھاریوال میں انٹرنس پاس کر کے جگجیت بڑودا انجینرنگ کالج امرتسر کے سب اورسیری کی سند لی شاگرد خلیل افغانی بسمل پشاوری عمر ۲۱ سال -

پاؤں پھیلائے نہ چادر سے زیادہ کوئی   کیونکہ اس فعل میں کچھ عزت و توقیر نہیں

کاٹتی ہے جس طرح رک رک کے وہ میرا گلا   دھوم اس دنیا میں تھی جس تیغ جوہر دار کی

جہانگیر - سردار کبیر سنگھ ولد سردار بوٹا سنگھ ہیڈ ڈرافٹسمین امرتسری ولادت سنہ ۱۸۸۱ء تلمیذ شمس العلماء پروفیسر آزاد دہلوی ابتدائی تعلیم ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں ہوئی کچھ عرصہ تک لاہور میں انٹرنس پاس کر کے رڑکی میں سب انجینیری کا اعلےٰ امتحان پاس کر کے مختلف اضلاع پنجاب میں سپروائزر سب ڈویزنل آفیسری پر ممتاز رہ کر محکمہ انجنیری میں بیس سالہ ملازمت کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی کلام مختلف اخبارات و رسائل میں شایع ہو چکا ہے نہایت کہنہ مشق اور خوشگو شاعر ہیں۔

جو حضور قلب ہو شیخ جی تو اثر بھی ہوگا نماز میں
شب و روز آحقر بے ریا رہے پائے بندہ رہ رضا
تہ دل سے ایک یہی دعا ہے جناب بندہ نواز میں

افضل - رائے شنکر پرشاد سر رشتہ دار دفتر توشہ خانہ حضور نظام دکن

جسطرف میں دیکھتا ہوں یار کی تنویر ہے
آنکھ کے پردمیں بھی اس حور کی تصویر ہے

بزم - منشی شیاما چرن ولد منشی کھنی لال عرف منشی دیبی پرشاد ولادت ۲۶ اپریل ۱۸۸۶ء پیشہ مختاری قوم کایست متوطن بریلی شاگرد حلم بریلوی

آہ و فغاں میں ہجر کی شب کچھ اثر نہیں
کیسی یہ مبتدا ہے نکلتی خبر نہیں

کمبخت درد دل بھی قیامت کا درد ہے
کوئی علاج اس کیلئے کارگر نہیں

چشم پرنم اُن سے سب کہدیگی حال درد دل
آنکھوں آنکھوں ہی میں ساری گفتگو ہو جائیگی

ایک ہی جلوہ نظر آیا ہمیں دونوں جگہ
کر چکے نظارۂ دیر و حرم اچھی طرح

دل کیا جگر بھی پھک گیا برق جمال سے
خانہ خراب کر گیا ذوق نظر مجھے

ترقی کوشش و محنت ہی سے دنیا میں ہوتی ہے
تنزل اُنکا لازم ہے جو ہمت ہار بیٹھے ہیں

بیر - مہابیر سنگھ ہیڈ مولوی ادریش ایچ ای اسکول بتیا ضلع چمپارن

دیتی ہے مجکو قدرت صانع کا وہ پتہ
جو شے بنائی ہے مرے پروردگار نے

برق - پریم کمار جالندھری عمر ۲۵ سال

بہاری ضلع گیا توم کالیست شاگرد خلش گیاوی۔

ہر وقت ستاتے ہو جوارباب وفا کو　　　کیا حشر میں تم منہ نہ دکھاؤگے خدا کو
کوچہ سے ترے اٹھ کے کہیں جا نہیں سکتا　　　آرام ملا وہ مرے نقش کف پا کو

اخقر۔ بابو رادھے شیام رستوگی ایم اے۔ ایل ایل۔ بی خلف بابو گنجن لال زمیندار ورئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۶ء اور ۱۹۲۷ء میں انگریزی ڈگری درجہ اول لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں بعہدۂ لکچرار زبان انگریزی ممتاز ہوئے۔ اردو و فارسی میں کافی استعداد رکھتے ہیں نہایت سلیم الطبع متین بامروت ہیں۔

جو دیا ہمیں وہ چشم و سر نہ دیا تو اُسپہ نہیں نظر
ہے عمل طریقہ صبر پر نہیں دخل کو جہ آرزو میں
تجھے دیکھے کیسے کوئی بشر کسی بت میں آکے ہو جلوہ گر
کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
توہی گل میں ہے توہی بو میں ہے توہی موج میں توہی جام میں
توہی نشو و نما میں ہے توہی جملہ نقش و طراز میں
اے غور تو کر دتم ذرا ہمہ اوست کا ہے یہ مسئلہ
وہی ناز حسن کی ہے ادا وہی عشق و نیاز میں
جو مثال شمع ہو لو لگی تو وصال ہوگا ضرور ہی

نوٹ

تذکرہ ابھی پریس میں تھا کہ جا بجا سے شعرا کے حالات مزید موصول ہوئے بابت خلاف تہذیب بھی کہ میں انھیں نظر انداز کر دیتا اس لئے ترتیب کے خلاف لکھنے پر مجبور ہوا۔

آشفتہ۔ نرنجن سنگھ آشفتہ خلف بابو گنگا پرشاد منصف علی گڑھ رئیس دہلی بغرض تجارت آگرہ میں اقامت اختیار کی تلمیذ نثار

تو نرالا ہی نرالی ہے تری شان جفا — آپ رسوا نہوا کر دیا برباد مجھے

اخگر۔ پربھو دیال کانپوری تلمیذ حکیم ناطق لکھنوی۔

دیکھنے والے اگر چشم حقیقت باز ہو — دیکھ لے ہر ایک ذرہ جلوہ گاہ ناز ہو
آمد و رفت نفس بھی معرفت کا راز ہو — ساز ہستی نغمۂ توحید کا آغاز ہو
وہ لگے نغمے منتشر ہیں غم کے آنسو خشک ہیں — ساز ہستی کو زمانے کی ہوا ناساز ہو

آرزو۔ بابو رام نانھر پرشاد صاحب ایڈوکیٹ الہ آباد

ہمنشیں اب قصۂ عہد جوانی کچھ نہ پوچھ — کانپ اٹھتا ہے جگر جب یاد کر لیتا ہوں میں

ادیب۔ پنڈت لچھمی نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صادق بریلوی مراد آباد ریلوے میں کسی اعلیٰ عہدے پر ملازم ہیں۔

ہائے قسمت میں شریک بزم جانانہ نہیں — شمع تو موجود ہے محفل میں پروانہ نہیں

اسیر۔ اکھوری نند کشور ولد اکھوری بھگوتی لال زمیندار ساکن موضع

اسیر دام ہو کر بلبل شیدا نہ کر شیون — شریک حال ہوتا کون ہے کسکی مصیبت میں
دو روزہ دولت دنیا پہ نازاں ہو نہ اے منعم — زمانے کا دگرگوں حال ہو جاتا ہے ساعت میں
ہوس بیجا ہے عشرت و شان و عیش کی ہمت — ہو گئے ختم کار دنیوی دم بھر کی فرصت میں

ہمدرد - سردار راجندر سنگھ رئیس شاہ آباد ضلع کرنال -

خون ناحق پہ کہیں رنگ نہ لائے ظالم — خاکساروں کو خدا کے لئے برباد نہ کر

ہنر - بابو دیوکی نندن لال صاحب ہالی پوری

یہ آرزو نہیں اصلا کہ عز و جاہ ملے — فدا ہوں جس پہ الٰہی وہ رشک ماہ ملے

ہنر - ڈاکٹر پورن سنگھ امرتسری چیف اڈیٹر رسالہ چمن عمر تخمیناً ۴۰ سال

کرتا ہے کون ماتم بیکس جہان میں — ہے شمع بھی خموش ہمارے مزار کی
جو مٹاتا ہے کسی کو خود بھی مٹ جاتا ہے وہ — مٹ گیا دارا تو کیا باقی سکندر رہ گیا
دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال — اے ہنر جو بے ہنر نکلا وہ بے زر ہو گیا

ہنر - پنڈت سرسوتی پرشاد صاحب گورکھپوری شاگرد نسیم

دامن لحد کا دامن گلچیں سے کم نہیں — اتنے چڑھائے پھول کسی گلعذار نے
اے عندلیب باغ میں کلیاں جو ہنس پڑیں — کیا گدگدا دیا ہے نسیم بہار نے
سوئے کچھ ایسی نیند کہ کروٹ نہ لی کبھی — کچھ راحت ایسی پائی ہے اہل مزار نے
نیا کوئی ستم جب وقت ایجاد کرتے ہیں — خدا کا شکر ہے پہلے ہمیں کو یاد کرتے ہیں
کوئی تازہ ستم گلچیں نے توڑا ان گلوں پر کیا — عنادل کیوں چمن میں اسطرح فریاد کرتے ہیں

کسی گل اندام کا ہوں کشتہ گلوں کی چادر نہ ہو تو کیا غم
گلوں سے سینہ ہے باغ رضواں تمام تربت مہک رہی ہے

زمانے میں بدنام ہو جان بھی دے — حسینوں کی الفت کا حاصل یہی ہے

ہمدرد ۔ بابو بشمبر ناتھ صاحب آنریری مجسٹریٹ و صدر خزانچی و رئیس کانپور عمر تخمیناً پچاس سال شاعری کا شوق بیحد ہے۔ اکثر مشاعرے بھی منعقد فرماتے ہیں۔

بے پر و بالی یہ میری مجھ کو نالاں دیکھ کر — رو دیا صیاد بھی حال پریشاں دیکھ کر
اُف وہ دیوانے کا تیرے داخلہ زنداں میں — کھینچ لی آہ اور سوئے بیاباں دیکھ کر
مر گیا لیکن جگہ حسب وصیت جب نہ دی — رک گیا از خود جنازہ کوئے جاناں دیکھ کر
بعد میرے میری شوریدہ سری پر سب اسیر — سر ٹپکتے ہیں در و دیوار زنداں دیکھ کر
منفعل ہو کر پڑھا خوفِ خدا سے فاتحہ — انکو یہ عبرت ہوئی گورِ غریباں دیکھ کر

ہمت ۔ منشی بنسی دھر کایستھ سکسینہ بن رائے دیبی دین خلف منولال ناری۔ شاگرد نادم ان کے شاگردوں میں منشی باقر علی ہمسر نواب کسری جاہ بہت مشہور تھے۔ ساکن محلہ نوبستہ کہنہ مشق شاعر تھے۔ قصہ ہنس جواہر آپ نے اردو میں نظم کیا ہے تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا صاحب تلامذہ تھے مشاعروں میں اکثر شریک ہوتے تھے سنہ ۱۳۰۰ھ میں انتقال فرمایا آپ کا دیوان قلمی موجود ہے

جی چاہتا ہے اُنکے قدم چوم لیجئے　　جنکے دلوں پہ نقش ارادت ہے رام کا

وقار۔ منشی گوردیال کاپی نویس کالیت ساکن محلہ نوبستہ لکھنو شاگرد منشی مینڈولال زار۔ ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۰۱ء میں انتقال کیا۔

یہ طرفہ رنگ کھڑکی عارض تاباں کی الفت میں　　کہ جلتے استخواں ہیں شمع کے مانند تربت میں
نہیں ممکن کہ پہنچے کشتی امید ساحل تک　　ہمارا ناخدا خود غرق ہے دریائے نحوست میں

وقار۔ بخشی نوندو رائے صاحب لکھنوی کالیتہ ساکن نوبستہ ۱۸۵۵ء میں انتقال فرمایا۔

بہار حسن سے گگرا آب آب ہوا　　بشکل قطرہ بنا غنچہ گل حباب ہوا
طلب کا خط مجھے بھیجا رقیب کے ہاتھوں　　ترحم آپکا حق میں مرے عتاب ہوا
گلہ بتوں کا خدا سے کروں معاذ اللہ　　یہی کہونگا مجھے رنج بے حساب ہوا
وقار فرط ترددسے جب دعا مانگی　　ندا یہ غیب سے آئی کہ کامیاب ہوا

وہبی۔ منشی شیو پرشاد صاحب وہبی خلف منشی سندھارام وسفی لکھنوی کالیت تلمیذ آفتاب الدولہ قلق

غافل دیار دنیا بھی مسافر خانہ ہے　　جا اُن کی زندگی گزرا ہوا افسانہ ہے

ہ

ہدشس۔ لالہ شیونرائن صاحب ساکن جردل شاگرد اثیم۔ خلف دیوان بیجناتھ صاحب۔

صبر سے کام لیا جب کسی شیدائی نے
جلوہ حسن دکھایا تری رعنائی نے

وفا منشی بابو لال صاحب اناؤ عمر ۴۵ سال۔ آپ اناؤ میں رجسٹرار قانون گو ہیں

فائدہ انسان کو کیا ہو کوشش تدبیر سے
زور کچھ چلتا نہیں بگڑی ہوئی تقدیر سے

قطع کرتی ہیں تعلق گھر سے جب وحشی ترے
سلسلہ کرتے ہیں پیدا خانۂ زنجیر سے

وفا۔ راجہ شیو کمار قوم کالیست کرے سری باستت ساکن کٹرہ ضلع الہ آباد نواب آصف الدولہ کے عہد مبارک میں وقائع نگار تھے۔ فارسی کا دیوان مرتب ہو چکا تھا۔ اردو میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ سودا اور میر کے زمانے میں مشاعروں میں اکثر شریک ہوئے۔ میر سے تلمذ حاصل تھا ۱۸۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

مشتعل رات وہ آتش تھی مرے سینے میں
کہ نہ رکھا گیا ہاتھ اپنے جگر پر اپنا

نہیں گر زیست یہ بھی تو ہوا ہائے نصیب
کہ کبھی دور ہی سے دیکھنا ہو جائے نصیب

پہنچے ہے ہاتھ جو اس پائے نگاریں پہ مرے
ہمنشیں ہیں مرے بھلا ایسے کہاں ہائے نصیب

وفا پنڈت میلا رام صاحب وفا لاہوری۔

کس کو نصیب تیرے ہیں پھر جلسہائے عیش
جینا ہے کون دیکھے اگلی بہار تک

تم بھی کرو نہ جبر مری جان اس قدر
ہم بھی کرینگے صبر مگر اختیار تک

زیبا ہے جتنا فخر کرے سرزمین ہند
حصہ فقط اسی کا ولادت ہے رام کی

ایسا کوئی حریف سعادت نہ ہو سکا
تاریخ میں نظیر سعادت ہے رام کی

نیر۔ منشی جگندر ناتھ پشاوری خلف حبدار صاحب لالا امیر چند گورنمنٹ پنشنر پشاور۔ ولادت ۱۸۹۱ء بمقام نوشہرہ ضلع پشاور عمر تقریباً انیس سال پہلے خلیل افغانی سے تلمذ تھا۔ اب جناب بسمل صاحب پشاوری جانشین تاج الشعرا حضرت شاطر صاحب سے تلمذ ہے۔ ۱۹ برس کی عمر ہے۔ نہایت خلیق ملنسار نیک طینت ہیں۔

میں منکر تو نہیں مالک خدا ہے ۔۔۔ مگر دل تو بتوں پر ہی فدا ہے
مری تقدیر کی خوبی زمانے سے نرالی ہے ۔۔۔ کہ مر مر کے ملا ساغر تو وہ بھی کر خالی ہے
دل لبریز الفت سے کبھی شکوہ نہ نکلے گا ۔۔۔ وہی کاسہ صدا ہے جو اندر سے خالی ہے
بہا میں ہر گل شاداب کی جی بھر کے لیتی جا ۔۔۔ چمن میں آج اے بلبل نگہباں ہے نہ مالی ہے

و

وحشی۔ منشی کرشن سہائے بی اے وکیل کانپور عمر ۳۰ سال

منزل گور میں رحمت کا بھروسا کرنا ۔۔۔ سونے والے اسی تکیہ کا سہارا کرنا
خندۂ برق بھی ہے خندۂ گل میں مضمر ۔۔۔ چھیڑ غنچوں سے نہ اے بلبل شیدا کرنا
دیکھ او کوچۂ جاناں سے گزرنے والے ۔۔۔ اس جگہ فرض ہے ہر گام پہ سجدا کرنا

ورما۔ گنگا پرشاد ورما ساکن بارہ بنکی مقیم ناگپور

کس طرح دیکھیں تری قدرت کے تماشے ۔۔۔ آنکھیں تو ہیں موجود مگر نور نہیں ہے

وشنو۔ بابو وشنو سنگھ رجسٹرار دفتر کونسل لکھنؤ عمر ۴۰ سال

یہ کس انداز سے ہمکو مٹایا ناامیدی نے
تماشا ہے کہ ہم زندہ ہیں دل مُردہ میں داخل ہے

وہ دو چراغ کشتہ تھی ہستی ہماری کیا
سمجھے ہزار سال جو دم بھر یہاں رہے

معشوق بےمروت و احباب خود غرض
سچ ہے وفا کی جنس کا دنیا میں کال ہے

بیسائی عارفوں کو نفس کشی باعث حیات
جی جاؤ نہیں جو دلکی تمنا مرے کوئی

نگم۔ لالہ بلدیو سنگھ دہلوی۔

غنچوں کو لگ رہی ہے دنیا کی اب ہوائیں
ایسا نہو نیا دہ ہے اور گل کھلائیں

نہال۔ کنور چندی سہائے صاحب خلف راجہ جیالال گلشن۔ رئیس شہر لکھنؤ زبان فارسی میں مذاق کامل رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں نواب عاشور علیخاں بہادر سے تلمذ رکھتے تھے۔ آپ کا سال پیدائش ۱۸۰۵ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے فن خوشنویسی کے استاد کامل تھے۔ طرز سخن حسب ذیل ہے

لکھا جو وصف دہن غیب سے ندا آئی
عدم کا قصد کیا تیرے دلمیں کیا آئی

جو نخلبند ازل کا ہوا چمن میں خیال
نظر گلوں میں عجب شان کبریا آئی

غریق بحر محبت کی لی خبر نہ کبھی
خدا سے شرم نہ کچھ تجھکو ناخدا آئی

بہار گلشن ہستی ہے قائم شادی و غم سے
جو گل خنداں ہے گلشن میں تو گریاں شمع محفل میں

جہاں معشوق ہو عاشق وہیں اسکا پہنچتا ہے
چمن میں جا کے پروانہ نہ بلبل آئی محفل میں

نہال اسکے کرم سے پار بیڑا ہو گیا تیرا ابھی
بچایا نوح کو طوفان سے جسنے عین مشکل میں

مطلب لکا لب شمع سے پایا نہ جواب
یاد آتا ہو مزہ کس شوخ کی تعزیر کا
جاکر ٹھنڈی ہوا و چمن کو سوتی تو ہیں
محو حیرت ہو رہا ہوں داغ حسرت دیکھکر
مرگیا زنداں میں جب میں وحشی آتش نفس
عشق نے لاکھ دئے قلزم غم میں غوطے
منزل اپنی اگر غور سے دیکھی ہوتی
اہل دنیا کو کسی ان نہوئی فکر عدم
کون رہتا ہو مذاق ہیجل سے مطمئن
اسے پہلے اک پریشاں تھی مری بزم خیال
ہو رہا تھا مجھے انس عین خلوت میں ملال
رازِ جسکو فلسفی کہتے ہیں ہفت افلاک کا
وہاں گور کو جس نہ سمجھو پوچھنے الو
نظر ہے عالم فانی کی مجھ کو سیر
مراد ل بھیر دیں میں عذر فردا سو مرگذرا
الٹے دہر میں وہاں نوازی بھی عجب شے ہو
آتش کر اک تم نے دن ہستی سے

پر ہنارات کو پروانوں نے کیسا کیسا
دلکو حسرت ہے کہ پہلو ڈھونڈئیے تقصیر کا
دم بخود ہوں کیونکر نہ آہ سر بے تاثیر کا
بلبل تصویر ہو میں گلشن تصویر کا
بجھ گیا شعلہ چراغ خانہ زنجیر کا
پیرہن خشک رہا صورت گوہر اپنا
آپ میں چشم تماشا میں تماشا ہوتا
کیا مسافر ہیں کہ جنکو نہ وطن یاد آیا
خندہ بیجا نے غنچوں کو پریشاں کردیا
وحشت دل نے بھری محفل کو ویراں کردیا
آنسو ونے آکے دونوں کو پشیماں کردیا
ہو دہ اک جوہر ہے آئینہ ادراک کا
کیا کا حال جو دیتا مرا مردہ زبان ہو کر
عینک بناؤں ڈھونڈکے چشم حباب کا
قیامت میں کریگا کون میری شور محشر میں
خوشی سرائے میں سمائی مرا ہاں اگر دامن میں
خلوت حرف غلط کردیا زائل جو کو

لطف میں فطرتی تمام منظر کوہسار کے　　رنگ ہے آب نقرہ کا آب میر آبشار کے

نظر منشی نوبت رائے ولد ماسٹر الفت رائے کایستھ سکسینہ ساکن محلہ نوازگنج شاگرد رشید آغا مظہر صاحب مظہر لکھنوی مصور بے بدل تھے اور اس فن کو منشی چندن لال سے حاصل کیا تھا خوشنویس بھی تھے ابتدائے عمر سے شاعری کا شوق تھا غزل محنت سے کہتے تھے۔ منشی کھنولال تائب کی تحریک سے رسالہ خدنگ نظر شایع کیا تھا جو دس برس تک جاری رہا پھر رسالہ ادیب کے اڈیٹر ہوکر الہ آباد گئے وہاں سال بھر رہ کر ترک ملازمت کرکے لکھنؤ چلے آئے کچھ دنوں خانہ نشین رہے پھر اودھ اخبار کی اڈیٹری ملی ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ ایک مرتبہ نواب مرزا ملک شاگرد رشید لکھنوی کے مشاعرہ محلہ مفتی گنج میں ایک مطلع پڑھا جس کی داد شعرا نے بے انتہا دی۔

یا دل ہے مرا یا ترا نقش کف پا ہے　　غل ہے کہ اک آئینہ سر راہ پڑا ہے

اسی طرح ایک مشاعرے میں یہ مطلع حاصل طرح مان لیا گیا۔

نزع میں دیکھا جو انکو اپنے پاس آتے ہوئے　　اُٹھ گئے اکبار دونوں ہاتھ تھرّاتے ہوئے

ہندو شعرا میں ان کے معاصرین نے غزل گوئی میں ایسا مرتبہ نہیں پایا جو انکو حاصل تھا۔ تحقیق الفاظ کا بیحد شوق تھا۔

ہنستا ہے داغ جگر پہ قمر ہے　　پھول اُن کے ہاتھ کا توڑا ہوا

نشاط۔ منشی بخت بہادر بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

نہ کچھ عرش پر ہے نہ افلاک میں ہی — غرض ہی جو کچھ وہ اسی خاک میں ہی
وہی پھول میں خار میں بھی وہی ہی — وہ گلشن کی خس اور خاشاک میں ہی
بشر جان دیدکے ملتے ہیں اسمیں — کشش کونسی ہائے اس خاک میں ہی

نشتر۔ سردار ی لال صاحب میرٹھی عمر ۳۰ سال

ضبط میں بھی ہو گئی رسوائیوں کی انتہا — ابتو اک اک اشک غم طوفان اماں جائیے

نرمل۔ آتما رام شرما ولد بی پی شرما۔ ورنیکلر ٹیچر کرر ہان اسکول ڈاکخانہ بھٹو ضلع حصار۔ عمر ۲۵ سال۔

آتش غم سے میں جلکر ملگیا جب خاک میں — رو رہے ہیں قبر پر وہ یہ تباہی دیکھ کر

نظم۔ رائے ٹھاکر پرشاد صاحب صیغہ دار مصارف فوج حضور نظام

تم کئے جاؤ ستاؤ نیہ جفائیں ہر روز — ہم بھی تم سے کبھی جائینگے حال اچھا ہی

نظم۔ منشی بکٹ بہاری لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ رشید افرخ آبادی۔ عمر تخمینا ۲۵ سال نو مشق شاعر ہیں۔

ناز ہی حد سے سوا حسن پر اپنے انکو — وہ سمجھتا ہی حسینوں سے ہی دنیا خالی

نظم۔ راجہ رجن لال بکینٹہ باشی شاگرد منڈوا لال زار لکھنو

چشم سے اپنی بہا کرتے ہیں اکثر آنسو — ہم اگر چاہیں یہ چشمہ ابھی دریا ہو جائے

نظر۔ نرسنگھ پرشاد گورکھپوری بی اے۔ عمر ۲۲ سال تلمیذ اثیم

نسیم اس چمن میں گل تر کی صورت
پھٹے کپڑے رکھتے ہیں پردہ ہمارا

ہم شگفتہ شکستہ ہیں تم کیف موج مے
بنیاد عیش مٹتے ہی ہمسے بنا ہے رنج

صدقے اس روزگار پاک کے جسنے کیا
بہر طفل غنچہ پیدا شیر بے پستان صبح

کل تک جو شمع محفل عیش و نشاط تھے
جلتا نہیں چراغ بھی آج انکی گور پر

دل بدل آئینہ ہے دیر و حرم
حق جو پوچھو ایک در ہے دو طرف

کفر و ایمان دونوں جانب کی سنے
اسلئے گوش بشر ہے دو طرف

ذلت ہے جب پھیلائے بشر پیش بشر ہاتھ
یارب نہ کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ

جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی
کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی

ہم نہ بن کر خود غرض ہو جائیے
مثل ساغر اور سکے کام آئیے

منت دلا کسی کی نہ اصلا اٹھائیے
مر جائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے

خاکساری وہ ہے کہ ذروں پر
روز باران نور ہونا چاہیے

کان میں سب کے اپنی بات نہ ڈال
آبرو مثل آب گوہر ہے

غنچے ہنستے ہیں یہ کہ گلچیں کو
خار ہے گل کی باس زر کیوں ہے

عہد پیری میں نہ ہوئے یوں ہوش و حواس
صبح کو جیسے مسافر سے ہو منزل خالی

دہر میں کمیاب کیا نایاب ہیں
کیمیا درویش سچا آشنا

پہنچی نہ راحت ہمسے کسیکو اور اذیت کوش ہوئے
جان پڑی تب بار نہ کم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

دو استاد شاعری کا شوق رکھتے تھے دونوں میں شاعرانہ نوک جھونک ہوا کرتی تھی ان کی صحبت سے اس فن میں بہت مدد ملی اصلاح سخن بھی ہونے لگی۔ پھر مولانا محمد اسمعیل صاحب فائق دھرم کوٹی کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فن کیا فارسی علم ادب کی تکمیل جناب فائق سے کرکے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں کامیابی حاصل کر کے ۱۹۲۸ء انٹرنس پاس کیا اب دیو سماج ہائی اسکول موگا میں فارسی کے مدرس اول ہیں۔

چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرز فغاں میری ــــ سنے گا کون دنیا میں الٰہی داستاں میری

یہاں سننے والوں کو ہلا دوں دل حسینوں کے ــــ اگر اک روز بھی فرمادیں کی آساں میری

حال کیا پوچھتے ہو شمع سے پروانوں کا ــــ حافظ اللہ ہو ان سوختہ سامانوں کا

بستی ز تخت نشینوں کو کیا خاک نشیں ــــ جو کرے زیر لے مردہ ہو میدانوں کا

نسیم۔ پنڈت دیا شنکر ولد پنڈت گنگا پرشاد۔ کشمیری لکھنوی ساکن کشمیری محلہ مصنف گلزار نسیم شاگرد آتش۔ ان کا کلام کسی تعریف اور تعرف کا محتاج نہیں ہے ۱۸۴۳ء میں انتقال کیا۔

روح رواں جسم کی صورت میں کیا کہوں ــــ جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا ادھر گیا

سمجھا ہے تجھ کو اپنی ہی جانب ہر ایک شخص ــــ یہ چاند اس کے ساتھ چلا جو جدھر گیا

لٹ کے گل غنچے سے کہتی ہے نسیم ــــ بات نکلی منہ سے افسانہ چلا

صدف ابر گہر بار کو دیکھا تو کہا ــــ عالم آب میں بھی موتی ہیں پانی سے پیدا

اے قیس نظر حسن حقیقت سے خبر دار ۔۔۔ سایہ ہے اسے لیلی محمل نہ سمجھنا

جو ہوا اور ہوگا جو کچھ سب تمھارا کام ہے ۔۔۔ ہیں تمھیں خود مختار یہ الزام ہی الزام ہے

تم حجاب نور سے باہر تو آجاؤ کبھی ۔۔۔ بے تامل سجدے میں گرنا ہمارا کام ہے

اب نہیں ہیں اور جلوہ طور نیا رہے ۔۔۔ موسیٰ بھی ساتھ ساتھ ہیں دیدار کیلئے

عشق بے پایاں ہے شرح شوق بے پایاں نہ پوچھ ۔۔۔ انتہا یہ ہے کہ اب جو لفظ ہے افسانہ ہے

ناچیز ۔ ٹھاکر کلیان سنگھ خلف ٹھاکر مدن سنگھ میرٹھی شاگرد قلق میرٹھی ہیڈ مولوی ڈی ۔ ایس ۔ ہائی اسکول عمر ۵۹ سال کہنہ مشق خلیق اور باثر ہیں ۔

استفادہ اسقدر ہے نالۂ دلسوز مجھے ۔۔۔ شام غم آسان ہو جاتی ہے مشکل سے مجھے

دیکھ کر قابل بھی اے ناچیز غرقابی مری ۔۔۔ آرزوئے دستگیری بعد ساحل سے مجھے

نالاں ۔ ماسٹر گوربخش سنگھ ولد سردار سندر سنگھ ابن سردار بھگوان سنگھ ولادت ۱۸۹۵ء عمر ۴۳ سال آپ کے مورث اعلیٰ بلاقی سنگھ مہاراجہ جگجیت سنگھ والی جنید کے حقیقی بھائی تھے ۔

ابھی چھ سات برس کی عمر تھی اسکول میں داخل ہو چکے تھے کہ والد نے عین شباب میں کثرت مے نوشی سے انتقال فرمایا جب کوئی مربی نہ رہا سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا آوارہ گردی نصیب ہوئی تو چھوٹی پھپھی نے بڑی پھپھی کے پاس ڈرولی ضلع فیروزپور بھیجدیا ۔ اور وہاں دیوسماج ہائی اسکول ضلع موگا میں داخل ہو گئے ابھی چھٹی جماعت میں تھے کہ شاعری کا شوق ہوا اتفاق سے اسکول کے

آیا جو نام پاک محمد زبان پر ، صلِ علیٰ کا شور ہوا آسمان پر

فنا کرتا ہے خود بینوں کو ہستی سے گزر جانا

مٹاتا ہے حبابوں کو ہوا کا سر میں بھر جانا

بہی جاتی ہے عمر کی کشتی ناخدا کا پتہ نہ ساحل کا

نانک۔ لالہ نانک چند کھتری ولد لالہ راجہ رام لکھنوی محلہ بھوڑن ٹولہ عمر ۳۶ سال شاگرد پیارے صاحب رشید اکیس برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا تین برس کے بعد مرثیہ گوئی کا شوق ہوا پہلا مرثیہ نواب اکرام اللہ خاں کے امام باڑے میں ۲۰ ربیع الاول کو پڑھا جسمیں آپ کی کافی شہرت ہوئی۔ دوسرا مرثیہ مولانا سید نقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں پڑھا مجمع کثیر تھا ہندو شیعہ سنی سب لوگ شریک مجلس تھے مظفر نگر کی نمائش میں ۲۶ء کو مشاعرہ ہوا اسمیں ایک شعر حاصل مشاعرہ تھا۔

یاں ذات عشق فانی واں حسن جاودانی موسیٰ نہ سمجھا اتنا کس سے مقابلہ تھا

اسکے بعد اور بہت مشاعروں میں شریک ہوئے ایک دیوان چند مرثیے آپ کی تالیف سے مطبوعہ موجود ہیں۔

ہر خیال ماسوا سے مطلقاً بیگانہ ہم اپنی شمع حسن کے ہیں آپ ہی پروانہ ہم

ہے سمجھے زندگی کو نہ سمجھے کوئی مجبور شاہد پاس ساقی ہے دگرنہ لے لیں میخانہ ہم

محدود زندگانی دنیا ہے اسقدر ہر سانس پر گماں ہے کہیں آخری نہ ہو

حسرت یاس کا ہے رنگ محفل انبساط میں
غم کی خمار کی جھلک جام مے نشاط میں

خندۂ گل ہے عارضی اور ہے عارضی بہار
آئی خزاں تو پھر وہی صحن چمن میں خار زار

صدمۂ غم سے ٹوٹ کر ساغر دل ہے چور چور
عیش و طرب کی بزم میں بادۂ غم کا ہے سرور

برق جہاں کی زد میں ہے مرغ چمن کا آشیاں
فصل خزاں کا منتظر رہتا ہے صحن گلستاں

بھولا ہے کیوں جہان کو حسن جہاں کی ناز میں
خاک نشیں ہو سر جھکا درگہ بے نیاز میں

ناؔدم۔ منشی رام دیال برادر منشی مینڈو لال صاحب زار لکھنوی ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا صاحب دیوان تھے محلہ نوبستہ میں رہتے تھے صاحب ملامذہ تھے۔

ملک الموت نے مارا نہ قضا نے مارا
ہمکو تو ایک ستمگر کی ادا نے مارا

ناؔمی۔ منشی دیبی دیال صاحب عرف منی جی لکھنوی شاگرد غالب دہلوی اکبر پور ضلع فیض آباد میں رہتے تھے۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انتقال فرمایا

کبھی صبا سے معطر ہو گلوں کا دماغ،
طواف تیری گلی کا اگر صبا نہ کرے

روتا ہوں ہجر میں تو یہ کہتا ہے آسماں
طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی

توڑتا پھولوں کو گلچیں نہ کبھی گلشن میں
نالۂ بلبل بیدل بھی اثر رکھتے ہیں

ناؔمی۔ منشی روپ کشور ولد منشی نند لال سہارنپوری تلمیذ شنکر لال ساقی۔ سکندرآبادی وغریب سہارنپوری عمر ۵۰ سال قوم جینی مہاجن۔ فارسی و انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں آپ کی ہر غزل میں ایک مطلع نعت ضرور ہوتا ہے

چارہ گردوں سے کیا غرض چارہ گروں سے کام کیا — درد دل حزیں کا میں آپ ہی چارہ ساز ہوں

نادآن ۔ اکھوری پراگ دت ولد اکھوری گردھاری لال صاحب وطن موضع دھوری ضلع گیا قوم کایست مختار ڈالٹین گنج تلمیذ سریکا بری ۱۹۳۰ء میں ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ان کے بھائی اکھوری گوپی کشور ڈپٹی مجسٹریٹ گیا ہیں ۔

اب رو رہا ہوں ہجر میں ناداں — دل لگایا تھا دل لگی کے لئے

ناز ۔ لالہ شیر سنگھ دہلوی تلمیذ برق دہلوی ۔

ہو گئے راز آشنا وہ مجھ کو گریاں دیکھ کر — آنسوؤں سے تر بتر داماں مژگاں دیکھ کر
دل کی بربادی کا عقدہ مجھ پہ روشن ہو گیا — آنسو نہیں آج رنگ خون ارماں دیکھ کر
کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے نہاں ہیں زیر خاک — کانپ اٹھتا ہوں سوئے گور غریباں دیکھ کر

ناز ۔ سردار بسنت سنگھ

ابھی بھی چند گھڑیاں بچیں میری زندگی میں — برسوں جیا ہوں جنکو میں یاد کر کے جی میں
آیا ہوں بھیک لینے صبر و قناعت کی — تسکیں سے سو رہا ہوں دنیائے خاموشی میں
مجنوں بنا نہ لے اک اور یہ عنایت — آ کر مجھے بھی صحرا لے بیخودی میں

ناشاد ۔ پرنسپل رام پرشاد کھوسلا ایم اے ۔ آئی ۔ ای ۔ ایس ۔ اور حال معلوم نہ ہوا

بلبل بھری ہیں حسرتیں تم کو خبر کہاں ہے — دھواں جگر میں ہے آہیں بھری ہیں آہ میں
بنے دل برشتہ ہر گل کی شمیم سے خیال — چمک جگر کی ہے صدا نغمہ مرغ گلستاں

جہاں میں ایسے ہیں اہل نظر ہم — وہی آئے نظر دیکھیں جدھر ہم
مثال نیر اعظم شب و روز — رہا کرتے ہیں سرگرم سفر ہم

میکش - سروپ نرائن بجنوری خلف منشی لچھمی نرائن رئیس بجنور تعلیم انگلش ایف اے تک اردو فارسی میں قابلیت رکھتے ہیں۔ کلکٹری میلی بھیت میں ہیڈ کلرک ہیں تلمیذ نثار۔

وہ کاش چین سے سکے مرے لحد کیسکیں — کہدو کہ کوئی درد سے محروم خواب ہے

میکش - منشی سورج بھان ساکن تھانہ۔ دیوان طبع ہو چکا ہے ۱۹۱۵ء تک بقید حیات تھے۔

حشر میں شرمندہ ہو تیری بلا — تو شہید ناز کا قاتل نہیں
تہمتیں جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ — یاد رکھو اس سے کچھ حاصل نہیں

ن

ناز - لالہ نانک چند ولد لالہ کرم چند متوطن ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی ولادت سنہ ۱۹ء عمر ۲۳ سال تعلیم انگریزی فارسی انٹرنس تک۔ اسوقت اخبار (پرتاب) کے اڈیٹر ہیں۔ اخبار میں ہر ہفتہ ایک مشاعرہ شایع کرتے ہیں کلام زیادہ تر سیاسیات پر ہوتا ہے۔

محفل ہست و بود کو جسنے بنا دیا ہے مست — میں وہ فضائے عشق میں سوز شکست ساز ہوں
ملی شگفتگی رنگ گل خموش کو — غمکدہ نمود میں کیف طرب طراز ہوں

مست ۔ بابو نند کشور لال ایم اے ۔ ایل ایل بی ۔ رئیس و زمیندار وکیل گیا قوم کایست ۔ عالم شباب سے ذوق سخن تھا ۔ اردو کے محقق تھے علمی اور ملکی کاموں سے بہت دلچسپی تھی شاگرد اکبر داناپوری ۵۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۔

اٹھا بخند لیے تو آنسو ٹپک پڑے ۔ سچ ہے کہ مینھ برسے گا جب تک گھٹا نہو

مکیش ۔ منشی جانکی پرشاد صاحب ولد منشی برجلال ساکن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی ولادت ۱۸۸۱ء ۔ مورث اعلیٰ چودھری رائے ملناتھ صاحب اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قنوج سے جائس آئے بادشاہ کیطرف سے چوراسی موضع اور خطاب رائے چودھری مرحمت ہوا ۔ فارسی اردو بھاشا میں اچھی قابلیت ہے اردو فارسی کے شاعر ہیں ۔ رامائن نظم اردو ۔ ایزد نامہ بطرز خالق باری آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں ۔ فن ریختگی اور قصیدہ گوئی میں کافی مہارت ہے اسوقت مڈل اسکول ارکھا ضلع رائے بریلی میں ہیڈ ماسٹر ہیں ۔

سیکڑوں لاکھوں مصیبت اور دل رنجور کا ۔ ہو کے سر پر ہے گویا بار کوہ طور کا

میں خیالی ہو رہا ہوں کہ نظر ہی نہیں تا فلک ۔ دانۂ اسپند ہے بیضہ ہے یا عصفور کا

بار غم بڑا ہے جسکے سر اٹھاتا ہے وہی ۔ کام کچھ اس میں نہیں حمال کا مزدور کا

ہم زمیں مکیش نادر کی کریں ہے کام کیا ۔ ہے نقطہ در کار ہم کو یا عجیبہ انگور کا

نہ دیکھو گی پھر اے بحر جہاں کے ڈوبنے والو | حباب آنکھ بھر کے سوئے ساحل دیکھتے جاؤ

مہتاب۔ مہتاب رائے صاحب۔ مددگار مہتمم متفرقات خانگی سرکار الامراء شاگرد نائب

حد پر اپنی ہو یہی حسن ہر اک چیز کا ہے | میل اچھا ہے زیادہ نہ ملال اچھا ہے
ہنسنے بجلی کی گرا نیکی انھیں مشق ہے خوب | رو کے برسانے کا مینہ ہم میں کمال اچھا ہے

مہر۔ بابو نرائن پرشاد ورما۔ جانشین فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی عمر تخمیناً ۵۵ سال ریاست گوالیار میں کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہیں۔ نہایت خلیق۔ مذاق صحیح رکھتے ہیں ایک دیوان اور ایک مثنوی طبع ہو چکی ہے

ملائیگا قیامت میں یہ کیونکر ہو یقیں ہمکو | یہیں اللہ نے رکھا کہیں تمکو کہیں ہمکو
سمایا ہے تمھارا حسن جب دن سے نگاہوں میں | زمانے میں نظر آتا نہیں کوئی حسیں ہمکو
الٰہی چھوڑ کر دنیا کو ہم جنت میں کیوں جائیں | جو ملنا ہو وہاں ہمکو وہ ملجائے یہیں ہمکو

مہر۔ حکیم سورج کنول عرف دو گل خلف حکیم جرنداس تخلص پرشاد ساکن دولت نگر ضلع گجرات عمر ۳۰ سال علمی قابلیت منشی فاضل پیشہ تجارت ان کے بزرگ دس پشت سے دہلی کے رہنے والے تھے غدر کے زمانہ سے گجرات میں سکونت اختیار کی۔

چڑھ گئے دار پہ ہم خندہ جبیں تیرے لئے | اس سے بڑھ کر تجھے امید وفا کونسی ہے
کیا اعتبار ہو ہمیں ہستی کا اپنی مہر | ہر اک چراغ جب یہ سر رہگذار کا

اسقدر محو فریب آرزو دل ہو گیا — اب تعلق چھوٹنا دنیا سے مشکل ہو گیا
کیوں رہروی بادہ عرفاں نہ کیجیے — اس راہ میں نہیں ہیں گردش کا نام
عشق بقائے روح ہے عشق غذائے روح ہے — یہ جو نہیں تو دہر میں لطف حیات ہی نہیں
معمور دل ہے اسکی تجلی سے آجتک — دیکھا بس اک نگاہ تمھارو روز ازل جسے

موجی۔ منشی موجی رام خلف دیوان چھتر سیت لکھنوی ملازم بہار الدولہ امیر الملک نواب حسن علیخاں خلف نواب سعادت علیخاں شاگرد مصحفی نامی گرامی استاد صاحب تلامذہ تھے۔

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی — حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی
دلکے آئینہ میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

موہن۔ پنڈت موہن لال صاحب سکندرآبادی عمر تخمینا ۲۰ برس۔

مکاں سے ہمکو تعلق نہ لامکاں سے ہیں — جہاں ہے جلوہ ترا ہم غرض وہاں سے ہیں
نہ راغ ملگیا یہ تیرے نشاں سے ہیں — تمھیں نے صید کیا تیر کیا کماں سے ہیں
تمام عمر اسی آرزو میں ختم ہوئی — پیام وصل تو آپ کی زباں سے ہیں

موہن۔ مدن موہن لال صاحب دہلوی نو آموز شاعر ہیں۔

فلک کو تھی یہ تمنا سے مٹانیکی — چمن میں فکر بھی چھوڑی نہ آشیانیکی
وہ خاک تربت میں ہر کوکام آگیا ہے موہن — میں اپنے ساتھ جو دنیا سے لیگیا نیکی

منت۔ منشی را دیالال صاحب تلمیذ نور میرٹھی

بی۔اے کی ڈگری بنارس ہندو یونیورسٹی سے لیکر لکھنؤ یونیورسٹی میں قانون پڑھ رہے ہیں۔ شاگرد جناب آزاد لکھنوی عمر ۲۴ سال۔

دام ہوا و حرص میں محصور کر دیا
ہر طرح مرغ روح کو مجبور کر دیا

منزل کے ہم قریب پہنچ ہی گئے تھے آہ
خود بینی و خودی نے مگر دور کر دیا

اسرار قدرت اسکے سب آئینہ ہو گئے
جسنے کہ دل سے داغ دوئی دور کر دیا

منور۔ منشی بشیشر پرشاد خلف ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد افق ابن منشی پورن چند ذرہ بن منشی اکبری پرشاد شعاعی سال ولادت جولائی ۱۸۹۵ء عمر ۳۳ سال قوم کایستھ سکسینہ ابتدا میں اپنے والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے پھر منشی نظر کے شاگرد ہوئے اب منشی صدر صاحب سے تلمذ ہے۔ خاندانی شاعر ہیں تیرہ برس کی عمر سے مشق سخن جاری ہے۔ انگریزی ناول کے ترجمے بھی کئے ہیں نیچرل نظمیں زیادہ تر کہتے ہیں طبیعت اس فن میں مناسب ہے۔ بلدیہ کے دفتر میں ملازم ہیں۔ ہندوستان میں اکثر رسائل میں آپکا کلام شائع ہوا کرتا ہے رباعیوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہے

کمال خود شناسی جائے زندگانی ہے
فنا فی الذات ہونا حیات جاودانی ہے

کوئی کیا راز سمجھے اس طلسمی کارخانے کا
ہر اک ہستی میں مضمر ایک دنیائے معانی ہے

مرکے مرنا بھی ہے کچھ نسبت کی خود شناسی
مرتبہ عرفان بقا پینے سے حاصل ہو گیا

اہل دنیا کو ذرا عبرت انجام نہیں
سوز پروانہ فروغ شمع محفل ہو گیا

فراق ۔ پنڈت شیونراین صاحب شرما وید راج دہلوی

اگر کھانی ہیں عزت سے تجھے تقدیر کی ٹکڑے | تو وہ تدبیر کر جس سے ملیں توقیر کے ٹکڑے
قیامت ہے نہیں ملتے کہیں توقیر کے ٹکڑے | کرے میں کیا مری تقدیر نے تدبیر کے ٹکڑے
مجھے میں کھینچو دل پر ادا و ناز کے نقشے | اڑا دینے میں کیا لو تم نگاری تصویر کے ٹکڑے

مسکین ۔ لالہ کنج بہاری لال صاحب کایستھ سکسینہ ساکن ساہور تحصیل حیدر گڑھ ضلع بارہ بنکی ہیں کسی زمیندار کے یہاں متصدیوں میں ملازم تھے ۔ کہنہ مشق شاعر تھے ۱۹۱۰ء میں ۸۶ برس کی عمر میں انتقال کیا ۔

وہاں جب وہ غیروں کی محفل میں بیٹھے | یہاں رہ گیا دل تڑپ کر کسی کا
پیام اجل سے نہیں کم ہے مجھ کو | وہ منہ پھیرنا ہائے ہنس کر کسی کا

مسرت ۔ الگوری شنکر کایستھ ساکن محلہ اشرف آباد لکھنؤ تلمیذ حکیم فدا احمد دانش لکھنوی ۴۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا ۔

تجلی بھی وہ کیسی جس سے موسیٰ کو غش آ گیا تھا | مجھے بھی دیکھنا ہے کس کے جلوہ جاتا ہوں

مقبول ۔ لالہ جھنگو رائے خوشنویس ولد چنی لال خیر آبادی ساکن لکھنؤ آپ فرمان نویس سلطانی تھے شاگرد منشی مینڈو لال صاحب زار

بہت گھبرائیگا کل گر جنوں سلامت ہے | دکھائیگا ابھی کیا کیا بہار دل میرا

ملک ۔ رام لال نام خلف لالہ سور جبلی چودھری ۔ وطن قصبہ دریاباد ضلع بارہ بنکی ۔ سکونت حال رودلی ضلع بارہ بنکی ۔ ذریعہ معاش تجارت ہے ۔

سنہ ۱۸۷۳ء تلمیذ نظر لکھنوی۔ ابھی کمسن تھے کہ باپ کا انتقال ہوگیا۔ غریب ماں نے تعلیم جاری رکھی اسکے بعد ملازمت کا سلسلہ سنہ ۱۹۲۰ء تک قائم رہا اسکے بعد آزادانہ زندگی شروع ہوئی تصنیف وتالیف مضمون نگاری ہندی فارسی انگریزی بھاشا زبان کی۔ خوشنویسی۔ فیاض اصحاب کی قدردانی رؤسا کی علم دوستی ذریعہ بسراوقات ہے۔ نثر میں تاریخ دریاآباد اور نظم میں رنگ زمانہ آپ کی تصنیف سے طبع ہوچکی ہیں اسوقت آپ کی عمر ۶۵ سال کی ہے۔

اُٹھے گر چشم ظاہر بیں سے پردہ خودنمائی کا
نظر آنے لگے ہر چیز میں جلوہ خدائی کا

جہاں کے ساز وساماں پر ہونا چاہئے نازاں
جب اپنی موت پر قابو نہیں دنیا میں انساں کا

پست ہمت جو ہیں انکو کب ہے دنیا میں قرار؟
ایک جا سایہ کبھی رہتا نہیں دیوار کا

جو بجالی طرف میرا انکو نہیں فکر تن آسانی
کہ غیر دل کے مزے کیواسطے ہو جام گردش میں

دہر میں کم مایہ کو نخوت مٹا دیتی ہے یوں
دفعتہً جلیسے ہوا سے کوئی قطرا خشک ہو

خود فراموشی عالم ہے طلسم قدرت،
آئے جو لوگ یہاں، ملک عدم بھول گئے

مخلص۔ رائے آنند رام دلی کے رہنے والے فارسی میں مرزا بیدل اور خان آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی اُردو بھی کہتے تھے نہایت قابل اُستاد تھے۔

مرآة ذکر کسکی گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ ار گجی کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

فصل گل آتے ہی محشر کا سماں ہو جائے — میرا دامن ہی گل تر کا گریباں ہو جائے

مخروم - منشی لوک چند صاحب محروم بی۔ اے متوطن عیسے خیل ضلع میانوالی۔ پیدائش ۱۸۸۵ء عمر ۴۵ سال۔

جب ترا جلوۂ رخسار نظر آتا ہے — مجھ کو اک عالم انوار نظر آتا ہے
اسکی تدبیر بھی اے چارہ گر ہو کہ نہیں — دل کے آئینے میں زنگار نظر آتا ہے
حشر میں میری طرف جھک کے کہا رحمت نے — مجھ کو یہ شخص گنہگار نظر آتا ہے
نظر آئے تجھے کبھی خار میں جلوہ گل کے — گل بھی اب تو مجھے خار نظر آتا ہے
نوجوانی میں تم اے زخمیٔ یزدی محروم — ہو نہ ہو عشق کا آزار نظر آتا ہے

شب غم

وہی شام دھندلی دھندلی وہی رات کالی کالی
وہی خامشی ہوا میں وہی بدلیوں کی جالی
وہی شمع پھیکی پھیکی مرے ساتھ رونے والی
وہی میں وہی مرا دل وہی شور بے خیالی
شب غم بری بلا ہے شب غم بری بلا ہے

محبت - منشی برج بھوکن لال۔ چترگپت (منشی سری واستو یہ دوسرے کائستھ. خاندانی لقب گیہ دھاری عرف جگد حیا جھتری وان ولد منشی بھیرون پرشاد سکینہ باشی ساکن قدیم دریاباد ضلع بارہ بنکی اودھ دلادت

علم دوست اور ادب اُردو کے دلدادہ ہیں۔ بزم روشن امرتسر کو آپ کی ذات سے گرانقدر امداد ملتی رہتی ہے۔ بزم اُردو امرتسر اور منروالاج کے آپ اعلیٰ رکن رہے ہیں۔ کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

دام صد افکار ہی ہر عقدۂ مشکل مجھے
اب رہا کر دے طلسم ہستی باطل مجھے

دارِ فانی کی مسافت ہے قریبِ اختتام
آ رہی ہے یاد پھر بھولی ہوئی منزل مجھے

قیس ہوں دیدار لیلیٰ حق فطری ہے مرا
اک فقط حد ادب ہے پردۂ محمل مجھے

مائل۔ منشی دیبی پرشاد صاحب مین پوری تلمیذ داغ مرحوم کہنہ مشق شاعر ہیں

ہم تو کچھ ہو چلے ہیں خوگر مشق جفا
سختیاں سہہ کر دل ہو جائے پتھر اور بھی

ہائے یہ کہنا کسی کا مجھ سے وقت اضطراب
مر رہے ہیں تیرے سودا میں مجھے اور بھی

آج وہ محشر میں مائل بے نقاب آنیکو ہے
ہو نہ جائے دیکھئے محشر میں محشر اور بھی

ماہ۔ ٹھاکر راج بہادر زمیندار موضع بوسٹہ ضلع ہردوئی شاگرد جگر بسوانی۔

اور کھل جاتے سر معرکہ جوہر اسکے
خون میں میرے جو تر آپکا خنجر ہوتا

مائل۔ لاجپت داس صاحب دہلوی

خود فنا ہو جائے انسان پھر وصال یار کیا
آنکھ جھپکانا ہے بام عرش تک جاتے ہوئے

آنکھوں آنکھوں میں نگاہیں نکلے آجاؤ تو کہیں
پھر کوئی دیکھیگا کیا آتے ہوئے جاتے ہوئے

محشر۔ جناب بابو پیارے موہن لال صاحب کالیستھ سری واستو، گورنر کھیوڑی۔

گلشن - دیوان منشی رادھے لال کول کشمیری عمر ۵۰ سال رئیس لاہور

پوچھو ہمسے کون ہیں اور ہم کہاں کرہیں
مشکل ذرہ دو سوال ہیں جو امتحاں کرہیں

گوہر - بھوانی پرشاد ملکتوی ضلع گیا۔

کھولدے میخانہ کر آب کرم آراستی
لطف ہے ساقی دو گلفام کا برسات میں

ل

لچھمن - منشی لچھمن پرشاد صاحب چاند نگری۔

ترا دھیان میرے دل پاک میں ہے
تصور ترا چشم نمناک میں ہے

یادنی تماشا ہے قدرت کا تیری
زمین پر ہر کچھ اور نہ افلاک میں ہے

م

مادھو - منشی مادھو رام جوگی ولد لالہ گنگا پرشاد بھگت بیکنٹھ باشی قوم کایست سکسینہ۔ علم نجوم حکمت۔ علم موسیقی سے واقف ہیں۔ جد امجد دیوان دہلی والد دیوان نواب مرشد آباد تھے۔ خود آخری شاہ اودھ کے زمانے میں بخشی الملک کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اسوقت عمر بیانوے سال کی ہے آپ کا شمار فقرا میں ہے۔

بلا اپنا نہ دل جب کوئی امتحاں میں
تیرا دیوانہ اکثر جا بجا ہی بیاباں میں

جگر سے دل سے چشم پر آکھڑی مژگاں پر
یہ نکلے اشک غم آخر جو تھم نکم آ گیا

محسن - دیوان امرناتھ۔ امرتسری۔ امرت سینا اور شاہی سینا کے مالک ہیں

کیا عبادت کو وہ آئیں وقت نزع ← اپنی حالت دید کے قابل نہیں

گ

گلشن - راجہ جیالال بہادر رئیس اعظم شہر لکھنؤ خلف رائے بھوانی بخش صاحب قوم کایستہ لال چودھری سابقہ تعلقدار مرتضیٰ نگر ضلع اوناؤ - عہد حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ فرمانروائے ملک اودھ میں بعہدہ سر دفتر محکمہ خاص سلطانی ممتاز تھے آپ کے بزرگوار برابر دربار شاہان اودھ و شاہان دہلی میں بعہدہ جلیل القدر سرافراز رہے - آپ کا سال ولادت ۱۷۸۵ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش - پھاٹک راجہ جیالال متصل سرائے معالیجاں اور ایک باغ متصل علیگنج آپ کی یادگار موجود ہے - آپ صاحب دیوان ہیں ۸۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا

نام سے تیرے جو روشن مطلع دیواں ہوا ← ہر ورق خورشید کا مانند نور افشاں ہوا

منشی قدرت کے مدح خواں نہیں اے گلشن تو ہر ← یہ سمجھ لے چاک تیرا نامۂ عصیاں ہوا

بہار آئی شگوفہ پھولا کھلا ہے تختہ ہر ایک چمن کا
کہیں تماشا ہے یاسمن کا کہیں نظارہ ہے نسترن کا

جو یاد آیا وہ روئے رنگیں بہا ان آنکھوں سے اشک خونیں
کہ ہو گیا ہے رگ گل تر ہر ایک تار اپنے پیرہن کا

سر رشتہ دل کو زلف گرہ گیر سے ہوا ← دیوانے کو یہ سلسلہ زنجیر سے ہوا

قمر۔ لالہ للت بہاری لال صاحب تعلقدار پنج مجسٹریٹ بسواں
اپنا آئینہ دل میں جو دکھاتا اس کو صورت آئینہ حیران سکندر ہوتا

کرشن۔ ڈاکٹر پرہلاد کرشن شرما دہلوی
سارا ہر کوئی گلعذار آنکھونمیں نہ کیوں ہو ہیچ گلوں کی بہار آنکھونمیں
جو کوئی کہے تو شکل نزع کی آساں اٹک رہی ہے مری جان زار آنکھونمیں
لکھا جو کچھ کہ قسمت میں اپنے نظر ہے کاتب قدرت کا ہم شکوہ گلا کرتے نہیں

کنھیا۔ رائے بہادر کنھیا لال صاحب آنریری مجسٹریٹ وصدر نزرانجمن کانپور
کیوں نہ مرجاتا مریض غم بیاباں دیکھکر رو دیا سب گھر کا گھر انکو پریشاں دیکھکر
خوابگاہ کشتگان ناز ہے عبرت کی جا فاتحہ تم بھی پڑھو گور غریباں دیکھ کر

کشتہ۔ برادرہ کشور پرشاد صاحب کشتہ بی۔ اے ایل ایل بی وکیل،
میونسپل کشنر خلف بابو بندیشری پرشاد کایست ساکن موضع پردہ ہسوا،
ضلع گیا۔ شاگرد نلش گیاوی۔ حضرت نوح ناروی۔
اتنا شہرہ ہے ماہ کامل کا لیکن اک داغ ہے مرے دل کا
پھول برسائیں وہ رقیبوں پر میں تو کانٹا ہوں انکی محفل کا
بل مفلس سمجھ کے اے کشتہ کوئی گاہک نہیں مرے دل کا

کشتہ۔ منشی بھگوان داس صاحب جلال پوری شاگرد جگن جلالپوری

مہتر بجا رعقابلہ چرکین لکھنوی اور اکثر ایک دوسرے سے نوک جھوک رہا کی چنانچہ آپ کا یہ مصرع زبان زد ہر سوہیں ہ مہتر مہلاں اٹھا کر پھینکدو چرکین گو

عمر ۶۰ سال

وہ آئے دم نزع بہر عیادت قضا دیکھ لینے دے صورت کسیکی

ق

قابل۔ بھیرو پرشاد حیدر آبادی شاگرد ثاقب لکھنوی

دیکھے حضا انسے زبانی بھی یہ کہنا قاصد آپ کا خیر طلب خیر سگال اچھا ہے

قمر۔ منشی بالکرشن قمر ولد منشی رادھے لال صاحب عمر ۴۶ سال لکھنوی۔

پیشہ ڈاکٹری۔

روغن گل کی جلا دیتے ہیں محفل میں چراغ عنادل کو لڑا دیتے ہیں پروانے سے

آپکی خلوتسرا میں کیوں صبا ہو باریاب آنیوالی جانیوالی کوچہ و بازار کی

قمر۔ بدری پرشاد بی۔ اے وکیل گورکھپوری۔ شاگرد وسیم۔

جلتا ہی اتبو جام بلوریں بھی باغمیں پتھر میں جان ڈالدی جوش بہار نے

قیصر۔ منشی شیام سندر کلرک جنرل پوسٹ آفس حضرت گنج لکھنو۔

رہنے دو قبر کی آغوش میں خاموش مجھے بعد اک عمر کے سویا ہوں کہاں ہوش مجھے

اقربا دیکھ ہی بیٹھ گیا دم بھرتے تھے بعد مرنیکے کریں دلسے فراموش مجھے

سامنے داور محشر کے وہ شرمندہ ہیں اے زباں رہنے بھی دے حشر میں خاموش مجھے

امید گیا پھر آئے گزری ہوئی جوانی — واپس نہ تیر آیا چھٹکر کبھی کماں سے
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہے بہت — میرے دلکو ہو گئی تسکین تمھاری یاد سے

عیش و غم سے کوئی جا خالی نہیں ہے اے فہیم
باغ میں ہنستے ہیں گل شبنم کو گریاں دیکھ کر

فیض - بابو جگناتھ پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و مہتمم بندوبست ضلع نامور شاگرد وسیم مرحوم آپنے ایک تذکرہ شعرا بھی لکھا ہے عمر تخمیناً ۲۰ برس کی ہے ۱۹۲۳ء سے حال معلوم نہیں ہوا۔

داغ پیری میں نوجوانی کا — چاند ہے صبح زندگانی کا
قصہ مرگ کو و کن بھی ہے — ایک ٹکڑا مری کہانی کا

شمع رو رو کے کہتی ہے مری تربت پر — ہائے اس قبر پہ چھائی ہوئی حسرت کیا ہے
دل مرا اک سینے کے شگفتہ کوئی پھول — اور یہ دل انندو کی قیمت کیا ہے

فلک - منشی لال چند سابق اڈیٹر تہذیب دار انکے کلام کا ایک مجموعہ فلک کے نام سے ۱۹۰۸ء میں چھپ چکا ہے تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے۔

جدائی دو دن مجکو ہے گھبر کے ملنے والے ہیں — خزاں ناتی ہے گلشن میں نہ وہ گل کھلنے والے ہیں
باغ سے صرصر کا جھونکا آشیانہ لے گیا — عندلیبوں کو قفس میں آب و دانہ لے گیا

فہمی - جناب منشی گنگا پرشاد صاحب خلف اکبر منشی شیو پرشاد صاحب وہبی لکھنوی کایستھ سکسینہ خلف منشی سومیلارام صاحب وصفی آپ کا تخلص پہلے

ضلع گیا نقل نویس کلکٹری گیا اسسٹنٹ سکریٹری انجمن چشم سخن ندرشاگرد
نسیم لکھنوی عمر ۲۷ سال۔

پوچھو نہ ہجر یار میں رونے سے کیا ہوا   سوکھا ہوا درخت تمنّا ہرا ہوا

فہیم۔ ماسٹر برجھوندیال کایست سربواستو خلف منشی گجادھر پرشاد مختار
لکھنوی ساکن محلہ نگریاں ٹھاکر گنج۔ آپ کے بزرگ دیوان کاشی رام
قانون گو پرگنہ سترکھ و جاگیردار نواب آصف الدولہ کے عہد میں گزرے
ہیں۔ انگریزی فارسی اردو بخوبی جانتے ہیں تعلیم فارسی و ہندی
منشی شنکر لال خاں منشی جگنا تھ خوشتر۔ ناظم رامائن اردو سے حاصل
کی علم نجوم میں بھی دخل ہے جنیر لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ کتاب
سری کرشن جنم کے مصنف ہیں ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔

نکلنا انکی مٹھی سے بہت مشکل سمجھتے ہیں   ہم اپنا دل سمجھتے ہیں وہ اپنا دل سمجھتے ہیں
جوانی کیا گئی دل سے امنگیں بھی ہوئیں رخصت   ہم اپنے دل کو اب اجڑی ہوئی محفل سمجھتے ہیں
زہے نصیب کہ در کا ترے گدا ہوں میں   فقیر کون کہے مجھ کو بادشاہوں میں
زیر زمیں ہو دونو نکا احوال ایک سا   کیا بینوا فقیر ہے کیا تاجدار ہے
کعبۂ دل سے مرے کیا نسبت دیر و حرم   ہے تفاوت عبد او ر معبود کی تعمیر میں
بڑھ گئے احباب شوق منزل مقصود میں
ہم شکستہ پا غبار کاررواں دیکھا کئے

میں ہوں اک بندۂ ناچیز ناشاد ۔ مجھے کہتی ہے خلقت رام پرشاد
پدر تھے میرے شیو پرشاد نامی ۔ بقوم کھتری استاد نامی
بزرگوں کا وطن ہے شہر لاہور ۔ عجب رنگیں چمن ہے شہر لاہور
پھر اڑایا بخت واژوں نے وطن سے ۔ اڑا یا صورت بلبل چمن سے
غرض مدت سے یاں دلشاد ہو نہیں ۔ میان لکھنؤ آباد ہوں میں

عاجز ۔ برج باشی لال امروہوی ضلع مرادآباد
ہر سو چمن میں جامہ گل بھی ہو تار تار ۔ کیسا جنوں کا جوش ہو فصل بہار میں

عاجز ۔ بھائیرت لال صاحب فوٹوگرافر ویجر تلمیذ جناب وجاہت
خواہشوں کے ہاتھ سے جینے کے لالے پڑ گئے ۔ دل میں اب پیدا کوئی ہم مدعا کرتی نہیں
شل ہوا آنکھوں میں یاں پر آنسو ایک ایک ۔ راز ہو اس میں جسم طوفان بپا کرتی نہیں
کشتگان عشق کو دفن شتاق ہیں تو کیا ۔ نام دنیا سے شہیدوں کا مٹا کرتے نہیں

عاشق ۔ ماسٹر شنکر دیال ایم اے ابن گردھاری لال بن تھیلی رام بن خوشحال رائے ساکن موضع سانڈی انگریزی و فارسی میں ایم اے تھے، ۱۸۸۸ء میں لعمر ۲۰ سال انتقال فرمایا ۔
پھر تمنا کا ہوا جوش کرامراکرے ۔ پھر تغافل نے نکالا نیا طرز انکار

عاقل ۔ دیوان کیشو داس خلف دیوان کشن کشور رئیس و آنریری مجسٹریٹ لاہور تلمیذ ابجور نجیب آبادی ۔

ع

عاجزؔ۔ منشی ننھے لال کایست سری واستو۔ پیدائش ۱۸۷۲ء چھ مہینے کی عمر میں چیچک کے نکلنے سے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر اسقدر ذکی تھے کہ اسی حالت میں عربی فارسی سنسکرت میں کافی دستگاہ حاصل کی اور علم موسیقی رام کشنداس سے سیکھا۔ شاعری میں محمد سجاد حسین وقار لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ انکے انتقال کے بعد بلیغ لکھنوی سے تلمذ حاصل کیا ان کا دیوان نظم دلکش بعد وفات طبع ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں انتقال کیا۔

خاک کے پتلے کو حق نے کر دیا سب کچھ عطا
کون سی نعمت ہے یہ محروم انسان رہ گیا

راحت و تکلیف کی اسکے خبر ملتی نہیں
جو یہاں سے داخل شہر خموشاں ہو گیا

اسی سے اچھے برے کی تمیز کر لینا
عطا کیا ہے تمھیں حق نے آئنہ دلکا

نزع کی حالت میں یہ عالم رہا تقریر کا
اقربا بھی مدعا سمجھے نہ مجھ دلگیر کا

خوف ہے کانٹو نکے ہمیں گل نہ توڑے باغ میں
عیش کی خواہش میں ہمکو غم کا کھٹکا ہو گیا

عاملؔ۔ رام پرشاد خلف شیو پرشاد کھتری ان کے مورث اعلیٰ لاہور کے رہنے والے تھے مگر فکر معاش لکھنؤ کھینچ لائی۔ کتاب ایکادشی مہاتم بحر طلسم دریائے طلسم ان کی تصنیف سے ہیں مہراج سکھ رام اخلاص کے شاگرد تھے چنانچہ اپنا حال ایک مثنوی میں نظم کیا ہے۔

تڑپ کے نالہ کیا کر لے ڈالے مقدر — دو ہاتھ میں بھی پاؤں نہ پھیلا سکے بستر

دو ہاتھ زمیں بھی نہیں آرام کی جا ہے — ہر عضو ترا اس میں بھی کیڑوں کی غذا ہے

طاہر۔ منشی خیراتی لال کایستھ لکھنوی مالک اخبار خیر خواہ اودھ سنہ ۱۸۹۵ء
میں انتقال فرمایا۔

کمال گرمی حسن تباں سے گلشن میں — شگوفہ پھول ہوا شرم سے گل آب ہوا

عروج دولت دنیا پہ جو ہوا نازاں — میان آب رواں ساغر حباب ہوا

طپش۔ منشی گنگا پرشاد صاحب بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

اس قدر صاف ہو آئینۂ دل عاشق کا — قدر کرتا جو کہیں آج سکندر ہوتا

آپ کیوں میری محبت کو برا کہتے ہیں — ایسی باتوں کا ہو صدمہ مرے دلبر ہوتا

طالب۔ لالہ شیش چندر کایستھ سکسینہ طالب دہلوی خلف رائے صاحب
لالہ مہیش داس صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی عمر ۲۰ سال تلمیذ جناب حق دہلوی

آنسوؤں نے آنکھ کو وہ قوت تقریر دی — جن سے عریاں میری تماشا کی تصویر ہے

نقش سد حیرت ہو نہیں عبرت کا ساماں دیکھ کر — ہوش گم ہیں منظر شہر خموشاں دیکھ کر

رضا تسلیم و عجز و انکساری اپنا شیوہ ہو — ستم ہو درپئے آزار ہیں اہل جہاں پھر بھی

یہیں پر ہر خیال امتیاز نسل آدم میں — وہاں پر ایک ہیں سب خواہ ہندو یا مسلماں ہو

بتا فرق مذہب تفریق ہے یعنی اہل دنیا کو — تعصب سے بری ہو خلق کی راحت کا خواہاں ہو

جو میز گلستاں کو ایک افسانہ سمجھتا ہو — اثر انداز اس پر گردش دوراں کہیں ہو

غم اور خوشی کا دل ہی پہ دارومدار ہے
بیدل ہوئے خزاں ہوئی بادل بہار ہے
توڑے ہیں آسمان کی تارے خیال نے
گلشن تصورات کا باغ و بہار ہے

طالب۔ منشی ونایک پرشاد بنارسی ڈرامائسٹ۔ اکثر بمبئی میں قیام رہتا تھا تھوڑا زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

حیات البشر

انسان بے بنیان کی ہے زندگی اک آن کی
آئی قضا انسان کی تو خیر کب ہے جان کی

یہ برق ہے یا ہے شرر یا سایۂ دیوار و در
شبنم ہے ہم شکل گہر یا غنچہ گلزار تر

مثل نمود شام ہے یا صبح کا ہنگام ہے
اک شعبدے کا دام ہے اور زندگانی نام ہے
شب نے مٹایا شام کو دن نے سحر کی جان لی
ناگاہ ٹوٹا شعبدہ موت آ گئی انسان کی

خواب عبرت

اک روز کہ میں خواب میں ہنگام سحر تھا
ناگاہ مرا تربت قیصر پہ گزر تھا
یاد آئی یکایک جو مجھے شوکت مرحوم
عبرت سے یہ دریافت کیا با دل مغموم
کیوں مٹ گئے وہ نقش نگیں کیا ہوئی صولت
کیا تھی اسی دو ہاتھ زمیں کیلئے دولت

رکھتے ہیں۔ شاعری کا شوق کمسنی سے ہے فوٹوگرافی، باغبانی میجک سنار ہارمونیم میں کافی معلومات رکھتے ہیں ابتدا میں تمم گیاوی کی صلاح لی پھر حضرت خلش گیاوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ میونسپل کمشنر بھی رہ چکے ہیں دیوان مرتب ہے عمر ۵ سال

جلوہ آنگن ہے وہی دونوں جگہ اے ناصح
مرتبہ کم نہیں ہے کعبہ سے بت خانے کا

سزا کس کو ملی تھا جرم کس کا
لڑی اُنسے نظر دل پر لگی چوٹ

مل جل کر رہیں جوہر شمشیر کی صورت
سیماب ہے دل میرا ہیں آئینہ اگر آپ

ط

طالب۔ بابو اقبال بہادر سنہا سیتاپوری۔

از جنون صحت نہ ہر آزاد یاں ہے تدبیر
وہ اگر خود مجھ کو زندانی زنداں کریں

انتہائے سوز غم سے ہو گئے آنسو بھی خشک
اب اثر پیدا کہاں ہے دیدۂ گریاں کریں

انتہائے رنج و راحت کا سبب کیا عجب
مشکلیں حد سے گزر کر کار آساں کریں

بن کے شمع انجمن سوز میں جو لے لحد
ہائے وہ آباد تیری منزل ویراں کریں

طالب۔ منشی نند لال بی اے وکیل چکوال ولادت ۱۸۹۹ء عمر ۳۱ سال، وطن سرینگر کشمیر قوم پنڈت تعلیم فارسی منشی عالم منشی فاضل ادیب فاضل شاگرد امیر مینائی و منشی رام سہائے تمنا لکھنوی۔ و پنڈت برجموہن ناتھ صاحب دتاتریہ کیفی۔

طلسم جلوہ کن آئینہ ہی خود نمائی کا — تصور میں غیر از ذات لائیں ہم کہاں اپنا

جو دیکھے چشم حق بیں سے فنا میں ہی بقا پنہاں — بنا ہر قطرہ گم ہو ہو کے بحر بیکراں اپنا

عدم آغاز عالم ہی فنا انجام دوراں ہی — مثال خواب حائل ہی یہ قصہ درمیاں اپنا

چمن سے رنگ تغیر کا ہی نظر سے خطاب — وہ گل ہی کونسا جسکو غم خزاں نہوا

حیف ہمنے قیام دنیا میں — دم کی دم صورت حباب کیا

ساز تار نفس کی ہے یہ صدا — دار دنیا ہے مثل خواب غلط

اگر چشم حق بیں سے ہم دیکھتے ہیں — تو دل ہی میں دیر و حرم دیکھتے ہیں

عبرت پذیر گردش دوراں سے ہو صفی — جائے بہار صاف نمود خزاں ہی اب

صفی۔ پنڈت بشیشر ناتھ صاحب لاہوری شاگرد وجاہت جھنجھانوی

جلوہ ہی تیرے نور کا سارے جہاں پر — ہی چاندنی زمیں پہ چاند آسماں پر

صنم۔ بابو امبکا سہائے خلف منشی جگن ناتھ سہائے قوم کائیست متوطن ہرنام دیہہ ضلع گیا۔ تلمیذ رشید خلش گیاوی عمر ۱۵ سال

بیفائدہ کیوں ہاتھ اُٹھاتا ہی دُعا کو — معلوم ہے دل کا ترے احوال خدا کو

لکھ آج صنم تو وہ پھڑکتے ہوئے اشعار — تڑپا دے غزل اپنی سنا کر شعرا کو

صمیم۔ لالہ برہمدیو سہائے خلف لالہ بلدیو سہائے سکنیٹھ باشی قوم کائیست مختار عدالت کلکٹری ساکن موضع نجابت پور۔ پرگنہ ارول سب ڈویزن جہان آباد ضلع گیا۔ کتب درسیات فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی میں مہارت

جو بند ہو گیا عمر تخمیناً ۳۵ سال متوطن کوئٹہ بلوچستان

چرخ پر پھیلا ہوا ہی ایک عالم نور کا — ہی گماں ہر ایک تارے پر چراغ طور کا
نیلی شب نے بکھرے ہیں زلف میں موتی نئے — ہر خم نظارہ بن جاتا ہی گھونگھٹ حور کا
عکس سے تاروں کے آئینہ ہیں موج جیں بحر کی — قطرہ قطرہ پر ہے دھوکا ساغر بلور کا
جب چنی تاروں کی افشاں لعبتان چرخ نے — اور ہی کچھ ہو گیا تھا رخ شب دیجور کا
کی مدارات نظر شمعیں جلا دیں دور تک — یا ہمیں کی چرخ پر سجن بچھا دیں دور تک

صفا ۔ لالہ منولال لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ کایست شاگرد میر تقی میر

سنہ ۱۸ء میں انتقال کیا ۔

چرخ کو کب سلیقہ ہی ستمگاری میں — کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری میں

صفی ۔ منشی گوردے سنگھ خلف لالہ مہر سنگھ زمیندار موضع رسولپور ضلع میرٹھ

تلمیذ زکی دہلوی و شوکت میرٹھی ذوق شاعری کے ساتھ طبیعت تصوف

کی طرف مائل تھی اور صوفی شاہ نجم الدین سے عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ

ایک مقطع میں فرماتے ہیں ۔

بفیض حضرت مرشد کہ کہیے نجم دیں ان کو

صفی طینت میں تیری پارسائی ہوتی جاتی ہی

دیوان ان کی وفات کے بعد منشی بختاور سنگھ شیواری کشن پور فرزند مصنف نے

چھپوا دیا کر اتھا نام ہے ۔

جہانمیں ایسی مخالف ہر طبع آپس ہیں — کسی کی قدر کسی کی نظر میں خاک نہیں

ازل سے حصے میں ہیں خاک و باد و آتش و آب — کچھ اور اسکے سوا میرے گھر میں خاک نہیں

شباب ہی سے ہوئے صدا اپنے بال سفید

اُڑی تھی ایسی کبھی دوپہر میں خاک نہیں

جہاں گردش میں جام بادہ گلفام آتا ہے — ہمیں جمشید کا عبرت سے یاد انجام آتا ہے

اٹھ استقبال کو بہر خدا اے قالب خاکی — لحد پر فاتحہ پڑھنے وہ سیم اندام آتا ہے

ہمدم نہیں انیس نہیں آشنا نہیں — آ اے اجل کہ زیست کا تنہا مزا نہیں

تنہا کو بھی جہاں میں نہیں کنج عافیت — کیا بیقرار طائر قبلہ نما نہیں

گلکاریاں تھیں و زد حنا کی نظر فریب — دست صنم تھا یا سبد گلفروش تھا

وہ ردّ خلق تھا میں جہانمیں کہ بعد مرگ — احباب کو جنازہ مرا بار دوش تھا

کوئی گل تجھسا نظر آیا نہ اے گلزار حسن — عمر بھر دیکھا تماشہ گلشن ایجاد کا

بہار آئی تو آئے ہمصفیر و کیا خوشی مجھ کو — قفس سے میں اگر نکلا بھی تو بے بال و پر نکلا

عدم سے آئے جائینگے عدم کو — ہماری ابتدا و انتہا کیا

بازار دہر میں زر کامل عیار ہوں — مجھ کو زیادہ اے فلک سفلہ کس نہیں

بندۂ عشق ہوں مذہب کا مرے نام نہیں — کفر سے کام نہیں تابع اسلام نہیں

صحرائی۔ لالہ بلدیو سہائے مدیر خصوصی قوس قزح اسکے علاوہ بہت سے رسائل کے اڈیٹر رہ چکے ہیں خود رسالہ نوشیرواں کوئٹہ بلوچستان سے نکالا تھا

خوش نصیبی مرا دل تو ہوا نام سب کا — نافہ سے اپنے آہوئے مشہور ختن میں

جب نہ شرح تو کیا حال سر حاصل ہو رہیں — یوں تو ہر غنچہ کی مٹھی میں بھی زر ہوتا ہے

غت ال منو سر خالی نہیں سینہ ہمارا — دیکھ سینے میں تپھر کے شرر ہوتا ہے

نمدر۔ منشی لچھمی پرشاد ولد منشی نوبت رائے قوم کایست سکسینہ دوسرے
...ر ۲۰ سال ساکن بازار کھالہ لکھنؤ۔ تلمیذ منشی شگفتہ لکھنوی شاگرد نسیم
دہلوی کہنہ مشق ہیں۔ آپ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر حیارت جنگ
کے نواسہ ہیں۔ نانا منشی لالچند اختر مرزا قتیل کے شاگرد تھے۔
جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں آپ نے قصیدہ
تہنیت لکھ کر بھیجا تھا اسی کے صلہ میں آپ کارونیشن دربار دہلی میں طلب
کیے گئے تھے اور سارٹیفکیٹ اعزازی مرحمت ہوا۔
فارسی بھی خوب کہتے تھے سنجر ایرانی اور خواجہ عزیز لکھنوی سے تلمذ ہے
استعداد علمی فارسی میں بہت اچھی ہے عربی بھی شرح جامی تک پڑھی
ہے ہر صنف سخن میں آپ کا کلام موجود ہے۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ
حاصل ہے ۱۹۲۶ء میں والی بھوپال کی مسند نشینی پر قصیدہ اردو میں
جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے صنعت غیر منقوطہ اردو میں بہت
کہا ہے آجکل دہلی میں قیام ہے۔

بات دہر زاری انداز میں نہاں نہیں — کہ اس سے کسی کے دیدار ہو دہر ناک نہیں

صابر۔ ماسٹر ست دیو عرف ایس ڈی راٹھور۔ ادیب عالم پنجاب یونیورسٹی،
ولادت ۱۹۰۲ء خلف ایس ڈی راٹھور۔ متوطن و ٹیچر ہائی اسکول کھنہ ضلع
لدھیانہ۔ تلمیذ پیارے لال صاحب آنند لکھنوی فارسی انگریزی میں اچھی
قابلیت رکھتے ہیں سکریٹری بزم سخن۔ آپ کو اردو زبان کی خدمت کا بیحد شوق
ہے۔ بسنت میں انجمن کی طرف سے ایک مشاعرہ ہوتا ہے جس میں اطراف
کے شعرا تشریف لاتے ہیں۔ قوم راجپوت۔ بی اے۔

سنا تو کرتے ہیں لوگوں سے بیرخی انکی | بلا کے ان کو مگر ایکبار دیکھیں گے
کرینگے تھام کر دل ہم کچھ اسطرح نالے | نظر اٹھا کے وہ بے اختیار دیکھیں گے

صادق۔ پنڈت دیبی پرشاد صاحب ولد پنڈت کشن لال برہمن ولادت
۱۸۴۲ء بریلوی۔ دراز قد فربہ جسم سینہ کشادہ پیشانی فراخ رنگ گندمی،
تمام عمر میں چار شادیاں کیں۔ چوبیس اولادیں ہوئیں جن میں سے اب تک
چار بقید حیات ہیں پنڈت لچھمی نراین ادیب پنڈت ہر نراین سحر، پنڈت
بشن نرائن حامی اور ایک صاحبزادی ہیں یہ چاروں بچے آخری بی بی
سے ہیں۔ شاعری کا شوق ۱۸۶۰ء سے شروع ہوا۔ جلیس منیر شکوہ آبادی
لالہ مادھو رام جوہر اور ڈپٹی کلب حسین خاں نادر تھے۔ پہلے فخر تخلص تھا۔
لیکن منیر کے مشورہ سے صادق تخلص رکھا اور انھیں سے مشورہ سخن
ہونے لگا۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۱ء ۷۹ برس کی عمر میں بیکنٹھ باشی ہوئے۔

شتیدا۔ پنڈت مادھو رام صاحب محرر جوڈیشل سہارنپور

اے تیغ ناامیدی رحمی نکر مرا دل　　امید وصل جاناں مہمان ہی یہیں پر

شیفتان۔ برمموہن ناتھ کشمیری ولد کیشو ناتھ اور منشی دیا شنکر نسیم کے حقیقی پوتے فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے اعزا کی ایذا رسانی سے دل گرفتہ رہتے تھے افیون کا کسی قدر شوق تھا عدالت میں ملازم تھے نہایت ذکی الطبع تھے شعر کا مذاق صحیح رکھتے تھے لیکن ظرافت کیطرف طبیعت زیادہ مائل تھی کلام فحش زیادہ ہے۔ بعض اشعار اس عیب سے پاک ہیں ہر وقت فنافی الشعر رہتے تھے اور بازار میں اپنا کلام بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے ۱۸۸۸ء میں انتقال کیا۔

گل خوش ہیں اگر ہمسے تو صیاد خفا ہے　　اب خیر نہیں اپنے نشیمن کی چمن میں

اسمیں تسکین دل تو ہوتی ہے　　جھوٹے وعدے ترے غنیمت ہیں

ص

صابر۔ ماکھوری سنگھ پرشاد ناعت اکھوری لچھمن سہائے قوم کایستھ متوطن مونگیر ضلع گیا ابتدائے عمر سے اردو شاعری کا شوق ہے مجموعہ کلام مرتب ہے عمر ۶۰ سال۔

بڑھنے دے آئینہ کو ہر خار مغیلاں　　دیکھا جو کہیں دشت میں مجذوب آبلہ پا کو

گردش چرخ سے گھبرا کے کیوں دل میرا　　شاید اس بت نے بنا کی کوئی نکہت ہو گی

کچھ نہ پوچھ صدمۂ غم جان کو لے آتا ہے　　یار کی بزم سے کوئی نہیں پھرتا خالی
ہم جدھر دیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر شیدا　　اچھے لوگوں سے نظر آتی ہے دنیا خالی

شیدا ۔ منشی چندی پرشاد دہلوی سابق اڈیٹر کمال دہلوی عمر ۷۰ سال ۔

بیخودی شوق سے یہ لطف جلجانے میں تھا　　شمع کے دل کی لگی کا سوز پروانے میں تھا
اک تماشائے نظر تھا جلوہ گاہ کائنات　　کیا تمنا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
سنتے ہیں آدم کی لغزش ہوگئی وجہ جہاں　　عالم فانی نہاں گندم کے اک دانے میں تھا

شیدا ۔ چودھری بابو رام ولد چودھری لال بہاری قوم کایست سریواستو یہ زمیندار قصبہ مجھرہٹہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۸۵۱ء فارسی میں فارغ التحصیل ۔ ابھی پچیس برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا ۔ عدم توجہی سے زمینداری جاتی رہی تو چھاونی سیتاپور میں خطوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان چھپنے گیا وہ تلف ہوگیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مجھرہٹہ آرہے تھے ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصارت نے شاعری سے بے نیاز کر دیا ۱۹۲۶ء میں بعمر ۵ ، سال انتقال فرمایا آپ کے صاحبزادہ رام سروپ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں ضبط تخلص ہے

کس نے پردہ سے رخ روشن نمایاں کر دیا　　ذرہ خاک زمیں کو مہر تاباں کر دیا
یکساں ہیں مجھے گلشن توحید میں دونوں　　گل دست اگر ہوگا عدو خار نہ ہوگا
تو بے نیاز ہے تیرے سب ہیں نیاز مند　　اس ناز اس ادا کا کوئی مہ جبین نہیں

شہپر مچھلی شہری۔ آپ کو شاعری کا بہت شوق تھا اکثر مشاعرے کیا کرتے تھے پنشنر ہونے سے بعد تحصیلدار ریاست الکھنا ہو گئے تھے۔ وطن شاہجہانپور میں تھا عمر تخمیناً ۶۰ برس کی تھی۔ اب حال معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔

تری مستوں کی حالت منحصر ہے دو وجہ پر ۔۔۔ کبھی ہشیار ہو جانا کبھی سرشار ہو جانا

شاداں منشی طوطا رام خلف منشی آتما رام ولد لالہ ٹھکر رائے بن لالہ نسارام قوم کایستھ سری باستب مولف مہابھارت اُردو منظوم طلسم شاداں الفت لیلہ منظوم تاریخ طلسم ہند ۱۸۸۶ء میں انتقال کیا۔

رحم دل ہم سا کہاں میکدۂ عالم میں ۔۔۔ آنکھیں بھر آئیں جو جاتے کہیں ساغر دیکھا

مصری ہی کرے نبات ترے لب کے روبرو ۔۔۔ کیا کہئے کسقدر ترا شیریں کلام ہے

شیام۔ پربھو دیال عرف شیام بابو اکبر آبادی خلف ماسٹر شنکر دیال عاشق شاگرد سید نثار علی شاہ نثار عمر ۴۲ سال۔

کیونکر چھپے کسی سے حقیقت کا ماجرا ۔۔۔ کثرت سے ہے عیاں تری وحدت کا ماجرا

سوز فراق درد تمنا غم فراق ۔۔۔ پوچھو نہ مجھ غریب سے غربت کا ماجرا

یہ کہہ کے میری شمع لحد ہو گئی خموش ۔۔۔ ناگفتنی ہے صاحب تربت کا ماجرا

کوئی اتنا تو کرے سوز محبت پیدا ۔۔۔ شمع نے آگ لگا رکھی ہے پروانوں میں

شبنم۔ پنڈت بنسی دھر بسوانی شاگرد جگر بسوانی۔ عمر ۴۴ سال

تو جو بالیں پہ نہ اے شوخ ستمگر ہوتا ۔۔۔ نزع کے وقت ترا نام زباں پر ہوتا

بشکلِ ناخن انگشت سر کٹانے سے — حیات ملتی ہے جب انتقال ہوتا ہے

زبسکہ چشم دکھانے میں گرمیاں اپنی — کمی پہ جب عرقِ انفعال ہوتا ہے

ادب نکتہ ہے الیاس ربطِ الفاظ مناسب نبے — دو زانو ہو دہری طبع رسا ترکیب لیے دے

شاداں۔ مہاراجہ چندو لال ملقب بہ راجہ بہادر خلف راجہ نراین داس ابن راجہ بھیم رام ابن راجہ مول چند از نسل راجہ ٹوڈر مل ۱۱۸۰ھ میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے۔ قوم کھتری سورج بنسی ۷۷ برس کی عمر میں ملازمت سے مستعفی ہو کر ۸۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

دیکھ لے شان نئیں ہے گھر حباب کا قیام — کھل کے کرتی دیتا ہے صد آغوش حباب

آتا نہیں جو سامنے مارے حجاب کے — ہم دل سے ہیں نثار اسی آفتاب کے

ہر گز نہ اور ہے تیرے سوا کس کا — شاداں کا سہارا ہے تو مجھے ہو آسرا کس کا

دیکھا وہی ایک ہر شے میں سمایا — گو یہ بھید ہر اک نے نہ پایا

شوق۔ پرمتی ناتھ صاحب نبیرۂ آنریبل پنڈت شمبر ناتھ کشمیری مراد آبادی

عالم ہے بے ثباتیِ دنیا ہو ہوشیار — دو دن میں ہی مٹاتا ہے نقش زمانہ رکو

شوق۔ بہاری پرشاد۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر جنرل مرچنٹ۔ امین آباد متوطن لکھنؤ عمر ۴۰ سال۔

دل یہ دل والی مینا ہے دو ساغر — اشر اشہ ہا ہا وہی دیوانہ ہے

شوق۔ پنڈت جگموہن ناتھ صاحب بیٹہ ڈپٹی کلکٹر سیتاپور شاگرد منشی

لکھنوی و فرحت لکھنوی متوطن قدیم لکھنؤ مؤلف فرہنگ شفق فارسی انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے پیشہ کاپی نویسی قوم کایست تخمیناً ۵۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اِسلئے خاک پہ بیٹھا ہوں میں
کہ اٹھا کر وہ نظر دیکھیں تو

کبر کیوں کرتے ہیں یہ دنیا میں
پہلے اصل اپنی بشر دیکھیں تو

شگفتہ۔ سردار سدرشن سنگھ امرتسری۔

بیٹھا ہوں آرزوں کی دنیا لیئے ہوئے
یعنے خیال یار کا نقشہ لیے ہوئے

ڈر ہے نہ اُنکے ظلم کا شکوہ زباں تک آئے
جاتا ہوں حشر میں لب گویا لیے ہوئے

شگفتہ۔ منشی خیراتی لال کایست سکسینہ متوطن لکھنؤ محلہ نوبستہ شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق شاعر کھیت بانک پٹہ میں کامل تھے۔ ۸۰ سال کی عمر میں سنہ ۱۳۱۶ھ میں رحلت فرمائی۔

صاف کیا ہو صحبت ظاہر سے باطن کا غبار
منہ نظر آتا نہیں آئینہ تصویر میں

مجکو روتے دیکھ کر پاس آئے وہ تفہیم کو
کیوں نہ ڈھلنے دوں دعائیں اپنی عین سیم کو

دیکھو نگاہِ شوق سے میری طرح مجھے
یہ مدعا ہے اور کوئی مدعا نہیں

نہ شرماؤ آنکھیں ملا کر تو دیکھو
ملاقات ہے ہمسے تمسے کبھی کی

نیمجاں ہوں زندگی ہے دود چراغ کشتہ ہے
میری ہستی صورت بود چراغ کشتہ ہے

ہے ثبات زندگی نقش تصور سے رکیک
بود اپنی بود و نابود چراغ کشتہ ہے

پاسبان شب کا یہ ہے تو ہے وہ دربان دن کا | باری باری سے وہاں شمس و قمر جاتے ہیں

شاطر۔ منشی بیلی رام صاحب امرتسری سب انسپکٹر آف ورکس پشاور۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے تھے۔ علم عروض سے واقف تھے بمبئی کی انجمن ادب نے تاج الشعرا کا خطاب عطا کیا تھا ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔ عمر ۳۶ سال۔

کسقدر سخت عدم کا بھی سفر ہوتا ہے | پہلی منزل میں ہر اک خاک بسر ہوتا ہے
بے ثباتی جہاں آنکھ میں پھر جاتی ہے | طرف گور غریباں جو گذر ہوتا ہے
رونے لگتے ہیں سر شام سے سننے والے | میری آہوں میں جگر دوز اثر ہوتا ہے

شاکر۔ پنڈت شیو ناتھ صاحب نائب دیوان راجہ بنارس۔

غرض مجکو نہیں ہے بغض وکیں سے | کہ ہے قطع تعلق کفر و دیں سے
کچھ ایسا گم ہوا ہے اختر بخت | نظر آتا نہیں ہے دوربیں سے

شاکر۔ ماسٹر گوردھن داس صاحب سکنڈ ماسٹر مڈل اسکول چھارہ ضلع رہتک اگروال مہاجن ولد لالہ بھگوان داس مہاجن خلف لالہ رام پرشاد بیکنٹھ باشی جمنا کے کنارے سنہدی پور تحصیل سونی پت ضلع رہتک وطن ہے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ دادا ضلع کے نامی ساہوکار تھے بہت سے کنوئیں بنوائے پوسالے جاری کئے گھر میں رتھ بہلی سب کچھ تھا پوتے نے تعلیم سے فراغت کی اور چار برس سے چھارہ مڈل اسکول کے

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ صدر اعظم حیدرآباد دکن خاندانی وسیع الاخلاق ہیں۔
اردو زبان کو ذات گرامی پر کمال فخر و ناز ہے۔

اے لامکاں والے ہر شان کا والی — بخشا شرف یہ دل کو اپنا مکاں بنایا
ہر خاک کے گنبد میں گل بوٹے ہیں ہزاروں — کیا خوشنما چمن یہ اے باغباں بنایا
اہل ہنر کی قدر زمانے سے مٹ گئی — اب امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا
آپ اپنے کو فنا ذات میں سمجھا کرنا — بس یہی ایک طریقہ ہے اسے پانے کا
ذرہ ذرہ میں ہے جلوہ اس کا — یوں عیاں ہے تو نہاں کیا ہوگا
بلکہ پر مٹتے ہیں دنیا کے نقش کو — باقی خدا کا نام ہے رنگ فنا کے بعد
عشق منظور ہے گر سوز جگر پیدا کر — دیکھنا ہو جو اسے پہلے نظر پیدا کر
دیر و کعبہ میں جو نظر آیا — اس کے جلوہ کا سب تماشا تھا
سرفرازی اسی کو حاصل ہے — جو زمانے میں خاکسار رہا
جنبش تار نفس سے یہ صدا پیدا ہوئی — تو ہے میرا آشنا اور میں ہوں تیرا آشنا
کون تیرے سوا مشتاق سمجھا تجھ کو — یہ صورت نہ دیکھی یہ جلوہ نہ دیکھا
ذوق تیرے اسرار کبھی نہ کہتا شاد — بغیر اُس کے کہ چپ رہا نہیں جاتا

شاعر کنور راجہ بن سنگھ صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ پٹیالہ عمر ۲۴ سال
تخلص فوق ذروی۔

تو دنیا دار ہیں اپنے تو سمجھتے ہیں — دیکھنا ہے مجھے شمشیر کہ جب جاتے ہیں

شاد منشی بالک رام پٹیالہ میں سپلائی ڈپو میں سررشتہ دار تھے دفعتہً ۱۹۰۹ء
میں تخفیف میں آ گئے اور پٹیالہ کو خیرباد کہنا پڑا اس حسرت ناک واقعہ کو آپ نے
نظم کیا ہے اسی کا انتخاب درج ہے

حسرتا ای پٹیالہ ای گہوارۂ خلد بریں — چھوٹتی ہے آج مجھ سے آہ تیری سرزمیں

رخصت اے جوش بہار لالہ رنگیں ادا — حسرتا ای نظارۂ سرو خیاباں یاسمیں

اب کہاں نالوں سے فرصت ہمصفیران چمن — دود شمع کشتہ ہیں ہم در خور محفل نہیں

تجھ کو رخصت کر رہے ہیں آج ہم ای غمگسار — ڈالتے ہیں تجھ پہ حسرت سے نگاہ واپسیں

دیکھئے پھر ہمکو کب ہو تیرا نظارہ نصیب — کھینچکر کب لائے ہمکو تیرے کوچہ کی زمیں

ہم وفاداروں سے آخر کیا ہوا ایسا قصور — تونے ہمسے یوں جدا اے پٹیالہ آنکھیں پھیرلیں

تجھ سے اے ہمراز ہمکو یہ توقع تھی نہ حیف — آسماں بنجائے گی کوچہ کی تیری سرزمیں

پھر رہے ہم سرگرم تھے حکام کی تعریف میں — کیا خبر تھی ایکدن آجائینگے تخفیف میں

شاد۔ رادھے بہاری مصر ساکن پرتاب گڈھ۔

یاد آگیا نہ جانے انھیں کیا کہ دیر تک — دیکھا کئے وہ آج ہمارے مزار کو

شاد۔ بدری ناتھ خلف منشی ہربنس رائے قوم کایست ساکن موضع چندی پور
ضلع گیا مختار عدالت گیا تلمیذ خلش گیاوی و حشر بیتھوی عمر تخمیناً ۵۰ سال

مکرتے ہو دل میرا مٹھی میں لیکر — بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو

شاد۔ ہز اکسلنسی راجہ راجگان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت

جبتک نہ تو جلوۂ گلشن شام سو گھر میں — مرقد کی طرح رہتا ہے تاریک مکاں بھی
گلچیں نے سر کاٹ لیا ہائے ستم ہے — خاموش ہیں لب تیری نہیں آہ و فغاں بھی

ستم۔ منشی درگا پرشاد خلف منشی ہیرالال کایستھ متوطن قصبہ گیا تلمیذ کیفی گیاوی و سلیمان خاں جتاد دکو اٹھوی ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۰ء میں انتقال فرمایا۔

رگڑ رگڑ کے جبیں سنگ آستانۂ یار — مٹا دیا نہ جو مجھ کو تو میرا نام نہیں

ہمیشہ بابل کے پیر پھرا ناہی تماشہ ہوا کریں گے
ہوا رہے گی خزاں جبتک زرِ لٹے دریا بہا کرینگے

ش

شاد۔ منشی بالمکند بیکنٹھ ہاشمی دہلوی اڈیٹر اخبار چنار کہنہ مشق شاعر تھے، ۱۹۱۱ء میں انتقال فرمایا۔

یہ شوخی نمک میں پیدا کبھی خدا نہ کرے — ہمارا خون دل ہمیں اگر مزا نہ کرے
وہ یہ سمجھ کے مرے وقت نزع آئے ہیں — کہیں یہ جلکے خدا سے مرا گلا نہ کرے

شاد۔ منشی کالی پرشاد سندیلوی ملازم راجہ التفات رسول ہاشمی شاگرد اہلِ لکھنوی۔

بیت ہا اگر کرے دنیا بے ذوق تو — پروردگار جان فدا تیری شان پر
ترک لحد نہ ہو کسی خانہ خراب کی — چھایا ہے کچھ غبار سا آج آسمان پر

باغِ عالم سے ہوا خندہ عسرت مفقود
ہونگے اب گل کے عوض غنچۂ پیکاں پیدا

شنکی۔ بابو بیجناتھ سہائے ولد منشی درگا سہائے قوم کایست ساکن موضع خواصپور ضلع گیا۔ زمیندار و مختار۔ اُردو۔ انگریزی۔ بھاشا میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں شاگرد خلش گیاوی عمر ۲۸ سال۔

بدی کرتے ہیں کیوں اہلِ جہاں نیکی کے بدلے میں
سبب اس کا یہ ہے شاید زمانہ اب خراب آیا

شوگ۔ منشی مہیش پرشاد نائب مدرس مدرسہ نارہ ضلع الہ آباد تلمیذ تاج الشعرا نوح ناروی عمر ۲۴ سال۔

خانۂ دل میں کچھ ارمان نظر آتے ہیں
میرے گھر میں یہی مہمان نظر آتے ہیں

نقش قدم نظر نہیں آتے ہیں راہ میں
جاتا ہے پرنگاکر وہ دشمن کے گھر میں کیا

آنسو اگر بہے تو زمانہ بھی بہہ گیا
دریا بھرا ہوا ہے مری چشم تر میں کیا

آدمی پر آدمی قربان ہے
حسن فطرت ہے خدا کی شان ہے

سیماب۔ ماسٹر جین بہاری لال صاحب ساکن قطب نگر ضلع سیتاپور۔ شاگرد شباب سیتاپوری۔

شمع

دل شاد کیں تجھ سے ہے پروانہ مکاں بھی
مداح ہے ہر طفل ترا پیر و جواں بھی

مضمر ہے تری حالمیں نیرنگ جہاں بھی
اک ساتھ ہیں آنسو بھی رواں سوز نہاں بھی

کچھ عجب عالم ہی تیرے حسن کے انداز کا
سُرخ ڈورا ہی کسی چشم فسوں پرداز کا

گل بداماں ہی شفق میں شعلۂ تنویر حسن
خون عاشق یا زمیں پر ہی گریباں گیر حسن

جلوۂ گل سی فضا کے وادیٔ پرخار میں
سُرخ تکمہ ہی قبائے سبزۂ کہسار میں

محضر خون شہیداں ہی ترا داماں سُرخ
یا ہی خون کشتگان عشق کا عنوان سُرخ

بادۂ گلگوں ترے چھوٹے سی پیمانے میں ہی
عالم نیرنگ افسوں تیری مینخانے میں ہی

جا بجا گل سے ہی رنگیں رشتۂ زیبائے بہار
نازنیں ہی یا کوئی محو تماشائے بہار

سبزۂ کہسار نے یہ لعل ہی اگلا کوئی
چن رہی ہی پھول یا دوشیزۂ رعنا کوئی

سیتا جی کی گریہ و زاری

ہمراہ اپنے بن کو مجھے ناتھ لے چلو
رکھیا تمہارے چرنوں کی ہوں ناتھ لیجلو

نازک ہی میرا شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا
چھوٹا تمہارا ساتھ تو جی چھوٹ جائیگا

راتیں نہ کٹ سکینگی اکیلے فراق میں
گھڑیاں وہ جنہیں جھیلی ہوں جھیلے فراق میں

قسمت نے جب سے باپ کے گھر سے جُدا کیا
سوامی! مجھے نہ تمنے نظر سے جدا کیا

پتلی کیطرح آنکھوں میں شام و سحر رہی
پہلو میں بن کے صبر و شکیب جگر رہی

دُکھ آجتک سہا نہ غم روزگار کا
مجھ پر کرم رہا ستم روزگار کا

مانا کہ دشت میں غم و آلام ہیں بہت
بن باسیوں کو دُکھ سحر و شام ہیں بہت

ایذا اگرچہ آبلہ پائی کی ہے کڑی
دوزخ سے بڑھکے آگ جدائی کی ہی کڑی

یہ آگ وہ ہے جو دل مضطر کو پھونک کر
بجھتی ہی آرزو کے بھرے گھر کو پھونک کر

۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں ۴۰ برس کی عمر پاکر انتقال کیا۔
نیچرل نظموں میں رنگ تغزل پیدا کیا اور تاثیر و سوز و گداز کی روح پھونکی۔

(بیوہ)

وہ دکھیا ہوں نہیں درد نہاں کا راز داں کوئی
وہ بیکس ہوں نہیں سنتا ہے میری داستاں کوئی
بنایا ہے سراپا داغ حسرت سوز حرماں نے
بنجائے آہ پھولوں کی نہ مجھ کو بدھیاں کوئی
تقاضا لذت ذوق خلش کا ہے شب غم میں
جگر میں آہ رکھ دے چیر کر نوک سناں کوئی
زمانہ ہو رہا ہے آہ جب تاریک آنکھوں میں
سنوارے بام پر کیا گیسوئے عنبر فشاں کوئی
سنبھل اے ضبط اٹھ کر اضطراب دل ہو رخصت بس
کہ نازک ہے زمانہ ہو نہ مجھ سے بدگماں کوئی
جلایا چپکے چپکے آتش خاموشی غم نے
بجھائی آہ کب دل کی لگی ابر کرم تو نے

بیسر ہوئی

گدا او تھے سے کیسے نازش سحر اے تو — شعلہ حسن کی بھولی سی اک شعاع ہے تو

پست ہمت وہ نہیں راہ شوق میں جو رہ گئے — جو چلنے والے ہیں آگے دور کچھ منزل نہیں

سرشار۔ پنڈت رتن ناتھ سکینۂ ہاشی کشمیری ثم لکھنوی خلف منشی بیجناتھ کشمیری لکھنوی شاگرد اسیر مؤلف فسانۂ آزاد۔ سیر کہسار۔ جام سرشار۔ خدائی فوجدار ہشو، پی کہاں، بچھڑی دلہن، الف لیلہ سرشار، دیوان مرتب ہو چکا تھا مدت تک اودھ اخبار کے اڈیٹر رہے۔ آخر عمر میں حیدرآباد تشریف لیگئے وہاں دبدبۂ آصفی کی اڈیٹری کی سنہ ۱۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۰۶ء میں سرزمین حیدرآباد پر انتقال فرمایا عمر ۵۵ سال۔

کاوش خار سے گلشن میں نہ ڈر اے بلبل — آخر اک دن ثمر نخل وفا ملتا ہے
کعبہ کیا دیر سے بھی لوگ نہیں مجھ سے ملے — یہ تو نوبت ہوئی اب دیکھیے کیا ملتا ہے
دل لگا کر اس پری پیکر سے پچھتانا ہوا — جانی دشمن ہماری اپنا بیگانا ہوا
جھوٹ میں کہتا نہیں مجھکو سلیماں کی قسم — تیرے آتے ہی یہ ویرانہ پری خانہ ہوا

سرور۔ منشی درگا سہائے ولد حکیم پیارے لال صاحب قوم کایست، متوطن قصبۂ جہان آباد ضلع پیلی بھیت۔ مولوی سیّد کرامت حسین صاحب بہار سے تکمیل درسیہ فارسی کے بعد فن شعر میں بھی اصلاح لی۔ پھر حضرت بیان یزدانی کے شاگرد ہوئے پہلے وحشت تخلص فرماتے تھے پھر سرور اختیار کیا جب ان کی اہلیہ اور اکلوتے بیٹے نے انتقال کیا دنیا سے دل سرد ہو گیا اسی رنج و غم میں ذات الجنب میں مبتلا ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا

ساحر۔ پنڈت سوہن لال صاحب بی۔ اے متوطن ریاست کپورتھلہ

مری ناکامی تدبیر دیکھی　　دل ایذا طلب تقدیر دیکھی
مری مظلوم خاموشی کو دیکھا　　کمال ضبط کی تصویر دیکھی

ساقی۔ پنڈت جواہر ناتھ کول کشمیری بسودہ وار دہلی اردو فارسی میں اعلےٰ قابلیت رکھتے تھے تصوف کے رنگ میں اچھا فرماتے تھے زیادہ تر آپ کا کلام فارسی میں ہے ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

قلقل مینائے مے کا شور میخانہ میں تھا　　جذبۂ پیر مغاں کا رنگ پیمانے میں تھا
آہ و زنت نفس کے مخمصے میں پڑ گئے　　فائدہ کچھ تھا نہ آئیں یکجا نے میں تھا
پردہ حائل بنا اگر خیال غیر کیوں　　دل مرا تھا اک پری خانے میں تھا
شیوۂ تمکین یہ اس وضع کو جو زیبے　　وہ یگانے میں نظر آیا نہ بیگانے میں تھا

سامی۔ منشی دلیپ سنگھ شاگرد جناب کلامی ساکن اورنگ آباد دکن

پڑھ دنیا ہو کر اے حضرت آدم　　خلد کو چھوڑ کر رسوا سی عالم میں ہو

سالک۔ منشی سالک رام بیکسی بنشی نارسوی تلمیذ شمشاد لکھنوی۔

پڑ گئی کس کی نگاہ ناز سینے سے　　خدا جانے ہوا کیا کچھ پتہ ملتا نہیں دل کا
بسر اوقات غربت میں کرتے تھے دنیا میں　　شاد کر کے کانٹا داغ رہے اب کہاں کا
پہنچا دیں الٰہی زود کموں کے بار کی سر　　رہ منزل سالک مرز لائق ہے حاصل کا

تحرز۔ منشی ... لال صاحب ساکن ضلع بستی شاگرد نیر ... کچھوچھوی

ہوئی فصل بہاری کیلئے باد خزاں پیدا   میں پژمردہ خاطر ہوں کہ میری آہ افسردہ

زخمی۔ منشی الملوک راجہ رتن سنگھ لکھنوی ایک دیوان فارسی میں طبع ہوا تھا بعمر ۶۵ سال ۱۸۵۶ء میں انتقال فرمایا۔

کل نکٹ جن کو آتا تھا بننا نواڑ کا   زر باف آج اُن کو میسّر ہوا ہے فلک

زیب۔ ڈاکٹر کشوری لال ولد پنڈت گیندا رام نطق برادر خرد منشی پیارے لال آشفتہ علوم مشرقی کے علاوہ انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فن ڈاکٹری میں ید طولیٰ حاصل ہے۔

پیدائش ۱۸۹۲ء وطن مقام لکھنؤ آجکل ملک برما میں گورنمنٹ سروس پر ممتاز ہیں۔

اشکبار ہی دیدۂ بیتاب تو کی بہت   بخت ہی اُلٹا ہو تو پھر کیا کریں تدبیر کو

کچھ در جاناں سے جنت سے ہم کو کم نہیں   فوق ہے کب خاک کوئے یار پر اکسیر کو

داغ فرقت نے کیا دل غیرت شمس قمر   خانہ دل میں چھپایا مستیع تنویر کو

عجب کچھ انداز تقدیر نے پیکر میں ڈالا ہے   کہ شاخ زندگی ہو کس باد خزاں کی

س

ساحر۔ پنڈت امر ناتھ دہلوی ولد پنڈت جانکی ناتھ کہنہ مشق شاعر ہیں۔ عمر ۶۵ سال۔

ملا ہے ذوق نظر حسن جہاں کیلئے   بنا ہے پردۂ پندار دیدۂ دل سے

شاگرد راسخ دہلوی۔

نازکیا ہو اس بہارگلشن ایجاد پر | نقش ہی نیرنگ ہستی خاطر ناشاد پر
دلبروں پہ رہ کر کیا ہی جسنے خون آرزو | اعتماد دوستی ہے اس ستم ایجاد پر
کھل نہیں سکتی ستم پر بھی زبان شکوہ سنج | ضبط نے مہریں لگا دی ہیں لب فریاد پر
صفحہ کاغذ یہ بولا کھینچنے کو ہی تصویر حسن | شوخیاں مچلی ہوئی ہیں خامہ بہزاد پر

ریحاں۔ دیوان دیا کرشن لکھنوی خلف منشی گنگا بخش سری باستب کایستھ شاگرد منشی موجی رام موجی شاہی زمانہ میں بخشی الملک امجد علی خاں کے سررشتہ دار تھے غدر کے بعد پنڈت شیودین وکیل کے دیوان ہوئے، پچھا چھے کے کنوئیں کے قریب باورچی ٹولے میں وکیل صاحب کے یہاں رہتے تھے استعداد علمی اچھی تھی طبیعت عاشقانہ پائی تھی معاملہ بندی کا خاص مذاق تھا۔ شاعروں کی سوسائٹی میں شریک ہوتے تھے۔ منشی آغا علی شمس شاگرد قاسمی محمد خاں اختر۔ منشی فدا علی عیش۔ منشی طوطا رام شایاں۔ اور میاں رنگیں لکھنوی سے صحبت گرم رہتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا دیوان منشی رگھبر دیال نے ترتیب دیا اور منشی براتی لال قدیر نے کاپی لکھی۔ مطبع آفتاب عالمتاب میں طبع ہوا ۱۸۸۶ء میں انتقال فرمایا۔

تیرا ہی نور پاک تھا کچھ بیشتر نہ تھا | نہ آسمان و ہفت زمیں کا اثر نہ تھا
عقل ہم کے تباتی نہ اگر فرق مراتب | کچھ تذکرہ عابد و معبود نہ ہوتا

رمز۔ منشی مہراج سہائے۔ حبیب پوری۔ زیادہ حال معلوم نہوا۔

آپ کیوں کہتے ہیں ہم جور بجا کرتے نہیں ہم بھی تو کچھ آپ سے اسکا گلا کرتے نہیں

رمز۔ سوامی سدانند سرستی عرف بہاری لال جی حیدرآبادی تلمیذ ثاقب

ایک گل پھولا تو اسکے ہو گئے دشمن ہزار اس چمن کی رنگ و بو کی اور ہی تاثیر ہے

روشن۔ منشی رام سرن لال بسوانی شاگرد جگر بسوانی

عالم نزع میں جو آنکھوں میں دم اٹکا ہے کاش آجاتے وہ اسوقت تو بہتر ہوتا

روشن۔ بابو کشن لال چندر بی اے۔ ایل ایل بی۔ پانی پتی

بس مردن ملا ہی چین مجھکو شورش دل سے مرا کنج لحد بہتر ہوا زندوں کی محفل سے

پیغام یہ پہنچا دو جوانان وطن کو پامال خزاں ہونے نہ دیں اپنے چمن کو

اے قومی جوانو اسے سچ کرکے دکھا دو پڑھتے ہو گر افسانہ ایام کہن کو

کوشش ہی تمھاری ہے نہاں راز بزرگی بھولو نہ کبھی اپنے بزرگوں کے سخن کو

روشن۔ بابو منی لال شاہجہان پوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

عالم افتادگی میں کچھ کہا جاتا نہیں ناتواں تیرا مثال نقش پا خاموش ہے

رواں۔ مسٹر جگت موہن لال۔ بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل اناؤ۔ خلف
چودھری گنگا پرشاد عمر ۴۱ سال ۱۸۸۹ء سال ولادت ہے۔ لسان الہند
مولانا عزیز لکھنوی کے شاگرد ہیں۔

حسرت انگیز ہوا اے شمع لحد تیری حیات جل بجھی جسکے لئے اُسنے نہ جلتے دیکھا

رآم ۔ بابو بالا رام منٹگمری تلمیذ طبیب میرٹھی

اس وقت میرزا منیکر ناپ ہوتا سار   جب ایڑیاں رگڑتے دیکھا مجنوں زمیں پر

رآم ۔ منشی ملی رام صاحب کاشمیری عمر ۵۰ سال. پہلے طالب بناری
سے اصلاح لیتے تھے. ان کے انتقال کے بعد نوح ناروی کی شاگردی
اختیار کی آجکل بمبئی میں مقیم ہیں.

میرے دل کے ورق جب سب طرف سے بھر گئے سارے
پہ پروانہ پر لکھا گیا افسانہ الفت کا

راغب ۔ منشی شنکر لال راغب ڈیرہ دون

نسیم تنہائی بے مزہ ہوگا   گر کوئی کاوش جگر نہ ہوئی
کیا بجز حسرت کسی کی باتوں کا   آرزو بھی پیام بر نہ ہوئی

رمشتی ۔ کنور سکھراج بہادر ریکنڈ ہاشمی رئیس عظیم آباد خلف کنور ہیرا لال مہر
ابن بہار ے لال المتخلص کایست دہلوی.

پہنچے ہیں مال مرغان چمن صیاد نے   کھو کر اب قفس کو پشت پر دکھلا دئے

آمد ۔ منشی جب لال کایست سری واستو والد منشی گنیش پرشاد وکیل ایڈوکیٹ
آنریری مجسٹریٹ جھنڈ بابت گوالیار.

دلبر کی نگہ دورباز تر ہو دل میں   کچھ داد کا تھا آرمان اسمیں کبھی اور
دل لے کے بہانہ کر رہا تھا مزل کا   چپکے میں ہو گزرتے کر دیا جبریا تھا

راصفی - دیوان پیارے لال جی رئیس آگرہ آپ کی تصنیف سے گلستاں، بوستاں، انوار سہیلی نظم اردو میں طبع ہو چکی ہیں ۱۸۹۵ء میں بعالم ضعیفی انتقال فرمایا۔ کہنہ مشق شاعر تھے۔

کیوں نہ اچھوں کو برے گھیرے رہیں اللہ نے
خاروں میں گل، پتھروں میں سیم و زر پیدا کیا

چھپاتی ہو بدی سیرت کی صورت | مکاں سے عیب چھپتا ہے مکیں کا

پست ہمت رو تے رہتے ہیں سدا تقدیر کو
صاحب ہمت ہمیشہ کرتے ہیں تدبیر کو

برائی سے اچھوں کو ہوتی ہے نفرت | تو اچھا ہے کیوں پھر ترا دل برا ہے
دلسے دلکو راہ ہوتی ہے اگر سچ ہے یہ بات | تو مرا محبوب مجھ سے کس لئے بیزار ہے
بھول جاتا ہے آپ کو کم ظرف | کچھ بھی گر اقتدار ہوتا ہے

راقم - لالہ بندرابن دہلوی شاگرد سودا و میر تقی میر دہلوی

اے باغباں نہیں تری گلشن سے کچھ غرض | مجھ کو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ بر کو کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب | آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں
سنا کسنے حال میرا کہ جو ں ابر وہ رو دیا | رکھے ہے مگر قصہ اثر دعائے باراں

رام - پنڈت رام ولارے بسوانی شاگرد جگر بسوانی

دلنے بھی چھوڑ دیا ساتھ ہمارا آخر | کون تھا منزل الفت میں جو رہبر ہوتا

ذکا۔ منشی خوب چند دہلوی کایستھ ماتھر ساکن چاندنی چوک شاگرد نصیر دہلوی سنہ ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

کر بنا رے زندگی پر اپنی اے منعم نظر — فکر کیا کرتا ہے ناداں ہر گھڑی تعمیر کا

سمجھا میں جسے دوست ہوا وہ ہی مخالف — اخلاص کسی کا کبھی میرے کام نہ آیا

کوئی ٹھکانا مقرر نہ کوئی در اپنا — جہاں ہے یار ہمارا وہیں ہے گھر اپنا

مرد تہیدست سے ہو خیر کیا — پاؤں گیا ٹوٹ تو پھر سیر کیا

ذکا قسمت پہ شاکر رہ نصیحت تجھ کو کرتا ہوں،
کسی کے جاہ و حشمت پر ارے ناداں حسد مت کر

موئے سفید نکلے بعد از شباب منہ پر — دیتی ہے زندگانی دیکھو جواب منہ پر

جگر ٹکڑے ہے کیوں اسکا ہوئی یہ کیسی بیتابی — کھلا ہے پر کچھ حال پریشان گل و شبنم

نہیں رکھتے ہیں کدورت کسی سے اہل صفا — چھپاتے عیب ہیں سب کے ہنر کو دیکھتے ہیں

ر

راجہ۔ بلوان سنگھ ابن راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس۔ شاگرد مرزا حاتم علی مہر۔ انکا دیوان مہر مرحوم کے خاندان میں موجود ہے۔

کیا جانے کہاں قافلہ ہمسفراں ہے — یاران عدم کی نہیں آتی ہے خبر کچھ

آستان یار پر ہم جبہ سائی کرتے ہیں — دیکھیں کیا ہوتا ہے قسمت آزمائی کرتے ہیں

جو نامہ یار لایا اسنے کھولی فال نیک — پائے قاصد چومے اور دست عامل چومے

دماغ ۔ پنڈت پرشیر ناتھ صاحب نکرو کشمیری متوطن الہ آباد

واحسرتا کہ چل بسے ارمان دل تمام ۔ اب دیکھتے ہو کیا مرے اجڑے دیار کو

دماغ ۔ منشی گنگا لال خلف منشی کنھیا لال صاحب ساکن میران پور ضائع گیا ۔

درد دل سے جو کراہا تو وہ بولے ہنسکر ۔ جاں بلب کون ہے آوارہ دیار آجکی رات

ایک ہی شکل کو دو کر کے دکھا دیتی ہے ۔ جوہر آئینہ قاتل تری تلوار میں ہے

دیوانہ ۔ رائے سرب سنگھ دہلوی کھتری فارسی میں مرزا فاخر مکیں کے شاگرد تھے اُردو میں صاحب دیوان تھے میرزا جعفر علی حسرت اور میر حیدر علی حیران انکے شاگردوں میں تھے سنہ ۱۲۰۰ھ میں جام فنا نوش فرمایا ۔

جان پر آبنی ہمدم مری خاموشی سے ۔ بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر

دیوانہ ۔ منشی منس گوپال شاہجہانپوری تلمیذ ارشاد دہلوی ۱۸۹۳ء تک بقید حیات تھے

غرض ہے اگر میرے دل میں رہو تم ۔ مری آرزو میرا ارمان بنکر

آپ بھی کچھ دل بیتاب سے کہتے جائیں ۔ یہ سمجھتا ہی نہیں ہے مرے سمجھانے سے

دیوانہ ۔ مسٹر سردار موہن سنگھ ایم اے ۔ مصنف ترانۂ قدرت ۔ اعتراف محبت جوہر تہذیب ۔ دوشیزہ ۔ سابق اڈیٹر مسیح آف ہند وازم و خالصہ ایڈووکیٹ اسسٹنٹ اڈیٹر دیلی گزٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۔ بہت نیک طبع اور خوش اخلاق ہیں ۔

میری شاعری

فطرت کی بہاروں کو آئینہ دکھا دے تو ۔ رخسار حقیقت سے پردے کو اٹھا دے تو

خیالی۔ منشی خیالی رام صاحب خیالی لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ، صاحب تصانیف کثیرہ آپ ترکی زبان بھی خوب جانتے تھے مرزا قتیل کے شاگرد تھے ۱۸۴۲ء میں انتقال کیا۔

ہے اسی طرح طبائع میں بھی فرق انساں کے — مختلف جیسے ہو فرد بشر کی صورت
کردیا باد خزاں نے لسے درہم برہم — وصل بلبل کی کبھی گل نے اگر کی صورت

داناؔ۔ منشی روشن لال کایست سکسینہ لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخاں خلف منشی مہتاب رائے اردو فارسی میں شاعری کرتے تھے ان کے والد بھی فارسی کے شاعر تھے ان کا دیوان طبع ہوچکا ہے۔ مہتاب تخلص تھا۔ ۶۰ برس کی عمر میں ۱۸۴۲ء میں انتقال فرمایا۔

نہ گل جیب ہوں عالم میں نہ خار دامن — جامہ زیبوں کا ہوا ہوں نہیں غبار دامن

دانش۔ منشی شمبھو سنگھ سنھوری نومشق شاعر ہیں۔

دعائے وصل جاناں مانگنے جاتے ہیں کعبے میں — کوئی دیکھے تو سمجھے خدا کو یاد کرتے ہیں

درد۔ لالہ امرت لال زمیندار ساکن موضع لوٹے پور ضلع گیا کایست تلمیذ خلش گیاوی تھوڑا زمانہ ہوا ۴۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہے ہر ایک خار میں — جلوہ ترا ہی ہے چمن روزگار میں

درس۔ ماسٹر منی لال صاحب کایست شاہجہانپوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

چتر گیت اور دو نظم میں مشہور کتابیں ہیں۔ غدر کے سات برس کے بعد ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

ہم غم بلبل شیدا ہوں خوشی ہو تو یہ ہے
فصل گل آئی تمنائے دلی ہو تو یہ ہے
مست قمری گل و بلبل مے ساغر ہیں بہم
دور ساقی کہ دم بادہ کشی ہو تو یہ ہے

خوشحال۔ گیان سنگھ ساکن ضلع جہلم۔

خوشی سے شوق سے سو بار لیں وہ امتحاں میرا
چلا مقتل کی جانب دل یہ کہتا شاداں ہو کر

خوشتر۔ منشی کشن سنگھ حیدرآبادی آج کل کے نوجوان شاعر ہیں۔

(پروانہ)

اے خریدار فروغ حسن اے سینہ فگار
اے فنا فی الشمع اے تفتہ جگر وقف شرار
جذب عشق شمع سے تو ہی سراپا پر شرر
شعلہ ہے ہر عضو تن ہر موئے تن شعلہ اثر
حال میں بے حال اپنا کیوں بنا لیتا ہے تو
شمع کے سر چڑھ کے کیا معراج پا لیتا ہے تو
دخل کیا اسمیں تصنع کو یہ عادت ہے تری
آہ جلتی شمع پر جل مرنا فطرت ہے تری
تیرے دم سے ہے ہویدا عشق کا نام و نمود
باعث تشہیر شمع حسن ہے تیرا وجود
دیر میں ایثار تیرے غور سے دیکھے کوئی
سر فروشی کے چلن تجھ سے مگر سیکھے کوئی
ہے سبق آموز عالم کو اولو العزمی تری
واقف رمز فغان عشق ہے ہستی تری
آہ قیمت حسن کے دل سے تری پوچھے کوئی
شمع کے خاطر بجھا لیتا ہے شمع زندگی

خورشید۔ پنڈت بلدیو کشن لاہور میں انسپکٹر تحصیل چنگی ہیں

خوشتر۔ منشی ہربہودت سنگھ صاحب رئیس گورکھپور۔ ولد منشی لچھمی نرائن قوم کایستھ
استمانہ پرور ایڈیٹر رسالہ تحفۂ خوشتر عمر ۵۲ سال شاگرد آقائے سخن نسیم خیرآبادی
و حضرت ریاض خیرآبادی تکمیل عربی و فارسی مولوی کریم داد صاحب ادیب
کی تعلیم منطق مولوی ناصر علی صاحب سے حاصل کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت
جانتے ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔

وہ قدم چلنے میں جب بیٹھ گیا دل میرا ۔۔۔ اب ہر اک شوار پہنچنا ہے منزل میرا
شمع تکفیر سے کہتی ہے کہ بزم میں ۔۔۔ تو نے کیوں کاٹ لیا سر سر محفل میرا
بحر [illegible]ت کا یہ ہے قول کہ غافل انساں ۔۔۔ ڈوب کر بھی نہیں پا سکتی ہے ساحل میرا
کہہ رہا ہے یہ نسیم سحری سے ہر گل ۔۔۔ شق جگر کرتی ہے فریاد عنادل میرا
ہر اک نقش قدم کہہ رہا ہے سالک کا ۔۔۔ طریق عشق کا عالم میں رہنما ہوں میں
پہنچ سکے منزل مقصد پہ کوئی کیسے ہے ۔۔۔ خدا نہیں ہوں مگر سایۂ خدا ہوں میں
کیا جو بیکسی ظالم نے ظلم بیکس پر ۔۔۔ ندائے غیب سے آئی کہ دیکھتا

خوشدل۔ منشی بینی پرشاد بن [illegible] پرشاد لکھنوی تلمیذ عامل لکھنوی
ذرۂ در حقیقت ہو بہا ز اے زاہد ۔۔۔ راستہ کعبہ کا سیدھا ہے صنم خانے سے
ہم نے خوش شعر سے حقیقت کا بیاں ۔۔۔ کوئی قصہ نہیں بہتر ہے اس افسانے سے
خوشتر۔ منشی جگت ناتھ ولد منشی [illegible] لال کایستھ لکھنوی نوجوان شاعر اردو کے
دفتر منشی مقصد ہی تھے ان کی تصنیف سے [illegible] خوشتر سری بھاگوت۔

خ

خاطر۔ رائے سورج نراین صاحب تلمیذ حضرت ظہیر دہلوی

مرغوب ہے اسد رجہ انھیں اپنی نمائش　　آئینے لگا رکھے ہیں دیوار میں در میں

خرد۔ منشی ہردیال پرشاد سررشتہ دار محکمہ سکٹریٹ دربار گوالیار

دلبر نگاہ ڈال سکے اُسنے لگادی آگ　　شعلہ چراغ طور کا برق نظر میں ہے

خستہ۔ منشی جیالال کالیستہ دہلوی۔

نہ واں تجھ سے پری پیکر نہ میں حوروں کا شیدائی

نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

خلش۔ منشی جگیشر پرشاد خلف منشی کاشی ناتھ متوطن ندرہ ضلع گیا عمر

تخمیناً ۳۵ سال قوم کالیستہ

خضر بھی راہ عشق میں گم ہیں　　کس سے پوچھوں نشان منزل کا

آہ نہ جس کو آپ سمجھتے ہیں　　ایک ٹکڑا ہے وہ مرے دل کا

خستہ۔ منشی ہر لب متوطن روپڑ ضلع انبالہ

ستارے ہیں کہ موتی ہیں کہ یہ شبنم کے قطرے ہیں

دکھاتا ہے فلک نیرنگیاں گوھر فشاں ہوکر

نئے گل اور نئی پتی نئے غنچے نئی کونپل

نئے منظر دکھاتا ہے گلستاں گلفشاں ہوکر

ہمنے تجھے چپ دیکھ کے مرضی تری پالی — گویا لب خاموش نے اک بات نکالی

اب فصل خزاں باغ میں آئی ہے ندیمو — موقوف کرو تذکرۂ ماسبق گل

خواہش نہ کرینگے کبھی مقدور سے بڑھکر — ہم پاؤں نہ پھیلائینگے چادر سے زیادہ

فنا کے بعد بھی باقی رہی بالیدگی غم کی — مرے تابوت میں بھی شاخ نکلی نخل ماتم کی

ہمارا حق ہے جنّت پر اگر انصاف سے پوچھو — کہ وہ میراث آدم اور ہم اولاد آدم کی

تم جو بے پردہ نکل آؤ قیامت ہو جائے — چاہیے حسن جہاں سوز کو گھونگھٹ کوئی

تو نہ پہچانے تو یہ تیرا خیال خام ہے — ورنہ قدرت کا تو سارا راز طشت از بام ہے

منعمو دنیا میں تعمیر مکاں سے کیا حصول — قصر دل کا سب سے پہلے لازم استحکام ہے

مایوس نہیں ہوں تری رحمت سے الٰہی — ہر چند سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

کیوں لحد عزیز نہ کیونکر ہو جان سے — ہوتی ہے آدمی کو محبّت مکان سے

کیا کیا بھٹک رہا ہوں محبت کی راہ میں — ہوں آج بتکدے میں تو کل خانقاہ میں

نام اور ہی کے شوق نے بدنام کر دیا — ہم خوار ہو گئے ہوس عز و جاہ میں

کل جوانی کی خاک قدر نہ کی — آج افسوس ہے جوانی کا

فاتحہ کی ہے توقع ہمیں انسے کیا خوب — جو مریضوں کی عیادت کو بھی کم جاتے ہیں

حضرت موسیٰ تو پھر انسان تھے — جل گیا جلوے سے کوہ طور تک

زاہد و توبہ کرو کیسی شراب — میں نہیں کھاتا کبھی انگور تک

آیا ہوں تنگ زندگی مستعار سے — توڑوں گا اس طلسم کو لوح مزار سے

تمکین۔ رنجیت سنگھ نام منشی سردار سنگھ نام کا یست دہلوی تلمیذ مولانا
راسخ دہلوی عمر تخمیناً ۱۰ سال۔

یکایک توڑ ڈالا اس بت بےدرد نے آئینہ — ہمارے رخ سے ملتا ہے تمہارے دل سے ملتا ہے
سمجھ کر سو جگہ دلکو ہمارا یاد رکھیے گا — وہ دل جو دل سے ملجائے بڑی مشکل سے ملتا ہے

ح

نامی۔ پنڈت کشن نرائن صاحب ولد پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق
قوم برہمن وطن بریلی ولادت اکتوبر ۱۸۶۰ء عمر ۴۴ سال تعلیم فارسی کی گھر کے
مکتب خانے میں مولوی نامعلی تھا۔ سے چار سال میں ابوالفضل تک ہوئی
پھر گورنمنٹ اسکول میں انگریزی انٹرنس تک پڑھی مجبوراً تعلیم ترک کرکے۔
اور اودھ ریلوے میں ملازمت اختیار کی ترقی کرکے ہیڈ کلرک مقرر ہوئے
آخر دس برس کے بعد استعفا دیکر تین برس تک خانہ نشین رہ کر بمبئی
میں راجہ مینو لال خلف راجہ شیو لال و موتی لال کے پرائیوٹ سکریٹری مقرر
ہوئے۔ راجہ صاحب فیاض نیکدل دولتمند قدردان شرفا ہیں،
آجتک انہیں کے سایۂ دولت میں پرورش پا رہے ہیں شعروشاعری
کا شوق بارہ برس کی عمر سے ہے اپنے والد کے کتب خانہ کی سیر بہت
کرکے معلومات میں اضافہ کیا [illegible] صحیح المذاق شاعر ہیں۔

گلشن سے فصل غنچہ اکبر ہے تشنہ — شبنم سے نہیں ہوس پانی ذرا

نہیں ہوتا ہے محتاج نمایش فیض شبنم کا — اندھیری رات میں موتی لٹا جاتی ہے گلشن میں

جس پہ احباب بہت روئے وہ نقشا اپنا تھا — گھر کو ویران کیا قبر کو آباد کیا

اسکو ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں — مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

اترے ہیں صحن باغ میں پھولوں کے قافلے — نذریں لئے کھڑے ہیں عروس بہار کو

مجھ سے روشن ان دنوں دیر و حرم کا نام ہے — پائے بت پر ہے جبیں لب پر خدا کا نام ہے

صبحکو شبنم کے موتی باغ میں جوہری رکھ گئے — پھول کرنوں سے یہ کہتے ہیں تمہارا کام ہے

لطف آزادی تھا جب تک چل بسے وہ ہمصفیر — اب چمن کی صبح بھی مجھکو قفس کی شام ہے

جسکی قفس میں آنکھ کھلی ہو مری طرح — اُسکے لئے چمن کی خزاں کیا بہار کیا

بعد فنا فضول ہے نام و نشاں کی فکر — جب ہم نہیں رہے تو رہیگا مزار کیا

انساں کے بغض و جہل سے دنیا تباہ ہے — طوفاں اُٹھا رہا ہے یہ مشت غبار کیا

ارمان بھرے دل خاک ہوئے اور موت کے طالب جیتے ہیں

اندھیر یہ اس دنیا کی ہمیں آتی ہے ہنسی اور رقت بھی

پردۂ خاک سے گل جام بکف نکلا ہے — مے کی تاثیر سے کچھ کم نہیں تاثیر بہار

چندر۔ رائے زادہ چندر بھان صاحب دہلوی

اس گلستاں کے گل و غنچے رہیں تازہ مدام — فرط نکہت سے ہو یارب عنبریں سارا چمن

معنی و مطلب چلے آتے ہیں ہمرنگ نسیم — خوب فصل گل کا دکھلاتا ہے نظارا چمن

پھول میں سبزہ ہیں بیلیں اور شجر گلبار ہیں — دیکھنا اے چندر چشم شوق سے سارا چمن

مادنیض آباد متوطن لکھنؤ شاگرد مرحمت الدولہ حکیم ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے
۱۹۰۸ء میں وکالت شروع کی ۱۹۲۶ء فالج میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔
نغز گو شاعر تھے۔

لی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب — موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا
ل کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں — میرے خیال کو بیڑی پنہا نہیں سکتے
بل نے ہندستاں کو لوٹ لیا — بجز نفاق کے اب خاک بھی وطن میں نہیں

ریب زندگی جس نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے
نہ سینے میں ہے دل اپنا نہ منہ میں ہے زباں اپنی

ستا بلبل کا آزاد نہ ہونا میں — اب ہمیں دیکھنی ہے شرم گنہگاروں کی
فال ہے وہ نہیں مستی گدائی کی ہوس — پاؤں پھیلا کر جو بیٹھا ہاتھ پھیلاتا نہیں
ق گبر و مسلماں کا یہی ہے آخر — پرستش کر کے بھول گئے وہ خدا کو بھولے

مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں
مبارک بزدلوں کو گردش قسمت سے مر جانا
گرانی سلطنت کی شکر تم سے اور فنا ہے
زباں کو تیغ اور زبان شبنم کو سپر جانا
وہی قطرہ لہو کا اشک بنکر گر گیا ہوا
جسے ہم نے نمک پروردۂ زخم جگر جانا

اصل مطلب ایک ہے آگاہ ناآگاہ کا ہو الک کا ترجمہ عربی میں لفظ اللہ کا

بھولے ہیں ہم صفیر بھی مجکو کہتا قفس مژدہ بھی کوئی لیکے نہ آیا بہار کا

خار کیطرح ملی باغ جہاں میں تقدیر جس سے لپٹوں وہ چھڑا لیتا ہے دامن اپنا

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا فقط ایک حرف نکوئی رہے گا

بعید عقل سے ہے احترام دیر و حرم مکان ساختہ خود کو کیا سلام کریں

کچھ نہیں ماتم زدوں کو لطف سامان بہار گل ہیں خنداں باغ میں شبنم ہے گریاں باغ میں

جو ہے جو ہی بحکم خدا لازوال ہے شہباز نے ہے حرام کبوتر حلال ہے

گر نہو حاصل کسی سے مدعا بیدل نہو آدمی کو بے لئے علائے ہمت توکل چاہیے

جوہر۔ لالہ مادھورام ابن لالہ جواہر مل ساہوکار فرخ آبادی شاگرد منیر شکوہ آبادی سنہ ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا انکا دیوان طبع ہو چکا ہے۔

ہیں تری درگاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت مرتبہ یکساں نظر آیا گدا و شاہ کا

توڑا جو پھول بلبل شیدا کے سامنے کیا تیرے دل میں درد کچھ اے باغباں نہ تھا

غنچے کے دل کو کہیں عشق سمجھ کر دینا جام کم ظرف ہے منہ تنگ نہ کہیں بھر دینا

یہ نہ سمجھے کہ عشق میں مجھ سا کوئی کامل نہیں مہربانی آپ کی بندہ تو اس قابل نہیں

آج اے مرگ کھلی ہستی موہوم کی اصل کچھ سمجھتے تھے ہم اس شے کو مگر کچھ بھی نہیں

چ

چکبست۔ برج نرائن چکبست بی۔اے کشمیری ولد پنڈت اودت نرائن

تنگدستی تو زمانے میں کھٹکتی بھی نہیں ۔۔۔ حرص کا پاؤں جو چادر سے نہ باہر ہوتا

وادیٔ عشق ہی صحرائے مصیبت ہے یہاں ۔۔۔ خضر کیونکر مرا اس راہ میں رہبر ہوتا

جگر۔ مسٹر شاہ موہن لال صاحب بریلوی عمر ۲۴ سال۔

کسی کی راہ میں اب خاک ہو کے سمجھا ہوں ۔۔۔ مراد وجود ہی کیا چیز اور میں کیا ہوں

میں ہی تھا جوہر تخلیق دہر روز ازل ۔۔۔ بہار حسن دو عالم ہے میرا حسن عمل

گدائے دولت اور آگہی میر علم و ہنر ۔۔۔ مری نگاہ کا محتاج عقل کا جوہر

جمیل جوہر فلک سے بھی میری ہستی ہے ۔۔۔ بلند شان ملائک سے میری پستی ہے

بہار موج تبسم ہے میری شیدائی ۔۔۔ خزاں ظہور نم اشک کی تمنائی

حیات و مرگ مرے پردہ ہائے ساز وجود ۔۔۔ ازل ابد مری ہستی مستقل کے حدود

جبین عشق مرے سجدہ سے منور ہے ۔۔۔ نگاہ عشق مری خوشۂ جبین جوہر ہے

ہے ذات پاک کی آئینہ دار ذات مری ۔۔۔ بنائے رونق دیں رونق صفات مری

جنگ۔ جنگ بہادر میرٹھی۔ ناظر عدالت کلکٹری و محکمہ بندوبست اڈیٹر اخبار ایسٹ ہند انگریزی فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے ۱۹۰۶ء میں ۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جگر میں گیا دل سے پیکاں نکلکر ۔۔۔ اٹھا درد بھی ساتھ پہلو بدل کر

مرے ساتھ ہے انقلاب زمانہ ۔۔۔ بدل دو نگاہ دنیا کو کروٹ بدل کر

جواں۔ ہزاری لال لکھنوی شاگرد قدر بلگرامی ۱۸۸۸ء میں انتقال کیا۔

تجلی

فضا خاموش ہے عالم سراپا محو ہستی ہے
جہاں میں ذرہ ذرہ سے مئی عشرت برستی ہے

صدائے خامشی سی گونجتی ہے سبزہ زاروں میں
ہوا محبوس ہے گویا چمن کے رازداروں میں

فلک پر ہو چلی ہے چاند کی رفتار بھی ہلکی
عجب معصوم ہے اسکو خبر تک بھی نہیں کل کی

وہ دیکھو اس سرے پر سامنے والی پہاڑی ہے
کوئی زرّیں جبیں ہے رخ سے پردے کو ہٹاتی ہے

ثمرؔ - منشی اودھ بہاری لال صاحب لکھنوی کایست خلف کنور چندی لال صاحب نہالؔ بن راجہ جیا لال صاحب گلشنؔ ۱۸۵۹ء میں موضع سیتاپور میں پیدا ہوئے شاعری میں اپنے والد کے شاگرد ہوئے فارسی میں خواجہ عزیز الدین عزیزؔ لکھنوی کے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی فارسی امتحان میں کامیابی حاصل کرکے آگرہ و اودھ کے مختلف مدارس میں فارسی مدرس رہے کایست سماچار الہ آباد کایست ایڈیشنل لکھنؤ و کایست اخبار لکھنؤ کی اڈیٹری بھی کی ۱۸۹۱ء سے ۱۹۲۵ء تک چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ میں مدرس فارسی رہے۔ ناگاہ ۱۹۱۲ء میں جوان بیٹے خلف اکبر بابو برجبھو دیال کے انتقال کا ایسا سخت صدمہ پہنچا جسنے بڈھے باپ کو زندہ درگور کر دیا۔ طبیعت دنیا سے ہٹ گئی شعر و شاعری رخصت ہوگئی۔ بقائے نام کے لئے فارسی ایک مجموعہ خیابان ثمر کے نام سے چھپواکر شایع کر دیا اسوقت آپ کی عمر ۷۶ برس کی ہے۔

مالک مطبع تمنائی۔ عمر تخمیناً ۰ ۵ سال۔

عشق کی لو میں جو پروانے کو جلتے دیکھا
شمع کو بھی غم عاشق میں پگھلتے دیکھا

بعد مردن وہ ہی مٹی میں ملے خاک ہوئے
جنکو محلوں میں بڑے نازسے پلتے دیکھا

تازگی کرم حق سے تمنّا ہمنے
نخل امید دلی پھولتے پھلتے دیکھا

گل گلشن میں رنگ و بو نہ سہی
بے وفا کی بس آرزو نہ سہی

اے تمنّا ہو آبرو سے بسر
تاج شاہی کی آرزو نہ سہی

یوں تو میں ہر روز و شب مصروف کاروبار ہوں
لیکن اس دنیا کے جھگڑوں سے بہت بیزار ہوں
کمسنی گزری جوانی گزری اب پیری ہوئی
پھر بھی اب تک خدمت قومی کو میں تیار ہوں

ہو بادہ نوش باعث نقصان جان و مال
مشہور اس سبب سے ہی میخوار خوار آج

یہ انقلاب وقت تمنّا ہے دیکھ لو
ہنستے تھے کل جو رونے لگے زار زار آج

تمنّا۔ منشی چھیدی لال صاحب کاکوروی ملازم سررشتہ تعلیم، شاگرد طاہر فرخ آبادی۔

یہ سرکشی کا نتیجہ تھا باغ عالم میں
خدا نے سرو کو دنیا میں باثمر نہ کیا

چھپا کے مجھ سے یہ باتیں الگ الگ کرنا
ملیں کلیم تو ان سے ہو گفتگو میری

وفا جو آج ہی وعدہ کرو تو کیا ہو جائے
یہ کوئی قرض ہے محشر ہی جب بپا ہو جائے

چلتا ہی کہکشاں کا عصا لیکے رات کو
اب ناتواں بہت فلک پیر ہو گیا

ایّام زیست گھٹتے ہیں انساں کے کیا ہی جلد
کودک ہوا جوان ہوا پیر ہو گیا

تاثیر۔ منشی بانکے لال عرف بکو لال کایستھ سکسینہ خلف منشی جھنگی لال نبیرۂ دلگیر مرثیہ گو۔ شاگرد واجب لکھنوی کلام اچھا ہوتا ہے عمر تخمیناً ۶۰ سال

لکھتا ہوں وصف ابروئے خمدار یار کا
جوہر دکھا رہی ہے زبان ذوالفقار کا

کیونکر نہ بلبلوں کے اڑیں ہوش باغ میں
آئی خزاں ہوا ہوا موسم بہار کا

تسلیم۔ منشی رام سہائے ڈپٹی کلکٹر ضلع بدایوں شاگرد مرزا حاتم علی مہر۔ ایک دیوان غنچۂ مراد طبع ہو چکا ہے۔ تھوڑا زمانہ ہوا رحلت فرمائی۔

چشم تر حال پہ تیرے میں کہاں تک رووں
طفل اشک ایک بھی آغوش میں پلنے نہ دیا

بحر دی نے فلک پیر کے اے ہائے غضب
کوئی ارمان مرے دل سے نکلنے نہ دیا

تسلیم۔ منشی بالگوبند ممبر میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ اناؤ۔ اکثر لکھنؤ آیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔

جو پاؤں تمکنت سے رکھتے نہ تھے زمیں پر
ملتا نہیں ہے انکا نام و نشاں کہیں پر

تسلی۔ رائے ٹیکا رام خلف بخشی گوپال رائے لکھنوی شاگرد مصحفی سنہ [illegible]ء تک بقید حیات تھے۔

نمید ولے کرتے ہیں دولت پہ کیا گھمنڈ
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

جو چاہے سلطنت اسے ظل ہما ملے
مجھ کو یہی ہوس ہے کہ وہ مجھ سے آملے

کشتی پہ ہے طوفاں رواں ہے موج بحر بیکراں
ٹوٹا پڑا ہے بادباں

پ

پروانہ۔ راجہ جسونت سنگھ عرف کاکاجی جاگیردار قصبہ منڈیاؤں وتھونہ ضلع لکھنؤ خلف راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد منشی سرب سنگھ دیوانہ ملک الشعرا میر تقی میر اور اُن کے بعد مصحفی سے بھی اصلاح سخن لی ہے صوفی منش بزرگ تھے نہایت خوبصورت اور خلیق تھے ۱۸۱۲ء میں انتقال کیا۔

بحر ہستی میں ترا جسم ہے مانند حباب
نہ پہ اکدم کے ہوا کھانے پہ مسرور ہو تو

کون مدفون ہے چمن میں صبا
جس کی تربت پہ گل فشانی ہے

پوچھتے اب ہو مرغ دل کا حال
کب سے وہ جنت آشیانی ہے

پر تجم۔ جگناتھ پرشاد کایستھ گورکھپوری۔ آغائے سخن وسیم کے شاگرد ہیں۔ عمر تخمیناً ۴۴ سال۔

کسے جلوہ دکھائیں کون دیکھے تاب کسکی ہے
سر طور آ ارے موسیٰ وہ ہمکو یاد کرتے ہیں

ملاتے ہیں اسے کیوں خاک میں جس دل میں رہتے تھے
ذرا سوچیں گھر اپنا آپ کیوں برباد کرتے ہیں

پورن۔ منشی پورن سنگھ کایستھ دہلوی تلمیذ سعادت یار خاں رنگین علم وید کے ماہر تھے ۱۸۶۹ء میں انتقال فرمایا۔

کسی کے ساغر رنگیں کے ہیں چھلکے ہوئے قطرے
ستارے کب ہیں چشم شوق تیرا وہم باطل ہے
جو آنسو جوش غم میں رات کو بیتاب ٹپکے تھے
ستارے بن گئے گر کر قمر کی چشم گریاں سے

بیتاب منشی رام چندر بیتاب دہلوی حال مقیم لاہور شاگرد داغ دہلوی۔

وادی الفت میں ہے دل رہنما کیا ہوں جو پائے بدرہبر سے ہم

بیدار۔ راجہ ہرکشن سنگھ بہادر جاگیردار کشن کوٹ ضلع گورداسپور۔ رئیس امرت سر ۱۸۸۴ء میں شاعری کا شوق ہوا۔ نواب مرزا داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے اور اُستاد کو بہ اصرار کشن کوٹ میں طلب کرکے کئی مہینے مہمان رکھا۔ آپ کی عمر ۵۵ سال کی ہے۔

عشق کیا چیز ہے خدا جانے دل میں سوزش کباب کی سی ہے

بے صبر۔ لالہ بالمکند سکندرآبادی ضلع بلند شہر خلف لالہ کانجی مل کا تھ شاگرد غالب و منشی ہرگوپال تفتہ ستر برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال فرمایا

مدعا گر ہے تو یہ ہے عاشق دلگیر کا اشک میں ہونا اثر کا آہ میں تاثیر کا
رخصت ہوا وہ اشک ہمارے نکل آئے خورشید کے چھپتے ہی ستارے نکل آئے

بیخبر۔ منشی ہرپرشاد بیخبر کایستھ ولد منشی دیبی دیال متصدی چھوٹی شہزادی صاحبہ لکھنوی۔ فارسی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے ۱۹۲۷ء کو انتقال ہوا

اجمیر میں آپ پچیس برس کی ملازمت کے بعد پنشن لے کر درگاہ حضرت خواجہ
معین الدین کے دفتر میں ملازم ہوئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اردو فارسی
دونوں زبانوں پر قادر تھے ۸۴ سال کی عمر میں سمبت ۱۹۵۹ میں انتقال فرمایا۔

حق کہا منصور نے تو بھی چڑھا یا دار پر — اسلئے رہتے ہیں ہر دم واقف اسرار چپ
تلاش دل میں جاتا ہے یہ اے چشم — نہ روک اس قاصد اشک رواں کو

بہادر ۔ راجہ بینی بہادر عالمگیر ثانی کے عہد میں صوبہ دار بہار و اڈیسہ تھے

بیا ہی ہو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی — ہمارے جامہ کہنہ سے بو کی بو نہ گئی

بیتاب ۔ لالہ کشن نرائن کھتری۔ بنارسی مقیم آگرہ سابق مہاراجہ نیپال مقیم
بنارس کی سرکار میں مختار رہے تیس برس ہوئے کہ انتقال کیا۔

آبرو بیتاب کب پاتے ہیں وہ جو بے علم ہیں — مرتبہ ہوتا نہیں کچھ گوہر بے آب کا
مجھ زار سے کہتا ہے وہ ہمنفس دم نزع — گل ہونا ہی اچھا ہے چراغ سحری کا
کھولا ہو دست کرم اے منعمو بیٹھے ہو کیوں — ایکدن اٹھنا پڑیگا اب یہ ساماں چھوڑ کر
عاشق معنی کبھی ہوتے نہیں صورت پرست — شیخ جاتا ہے حرم کیوں کعبہ دل چھوڑ کر

عبث ہے منعمو تم کو غرور اسپ جاہ و ثروت کا
زمانہ کا دگر گوں حال ہو جاتا ہے دم بھر میں

آج کا کام چھوڑ مت کل پر — زندگانی کا اعتبار نہیں
صحبت پیراں جو از فیض سے خالی نہیں — یہ کماں کا زور ہے جو دیکھتے ہو تیر میں

دامن میں اپنے پھول ہیں موتی بھرے ہوئے
شبنم لٹا رہی ہے خزانہ بہار کا
وہ گھڑی وہ دن وہ ساعت وہ زمانہ رام کا
چار لفظوں میں کہیں کیونکر فسانہ رام کا
اُن کی قسمت تھی بڑی وہ تھے مقدر کے دھنی
جن کی چشم شوق نے دیکھا زمانہ رام کا
بیٹھتے اُٹھتے دعا مانگو تم اے بسمل یہی
دیش بھارت میں پھر آ جائے زمانہ رام کا

شمع قدرت یہی کہتی ہے سر بزم ازل
جسکو جلنا ہو وہ پروانہ محفل ہو جائے

دنیا کا تماشہ کچھ بھی نہیں دُنیا کا تماشہ دیکھ چکے
آغاز تمنّا دیکھ چکے انجام تمنّا دیکھ چکے
ہاتھوں سے نہ اپنے مٹی دی آئے نہ کبھی وہ مرقد پر
مرنے کی بہت حسرت تھی ہمیں مرنے کا تماشہ دیکھ چکے

بشاش۔ منشی دیبی پرشاد صاحب خلف منشی نتھن لال بہجت کایستھ بھٹناگر ساکن اجمیر شریف مصنف تذکرہ شعرائے ہنود و کتب متعددہ کچھ زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

سیر ہو کر دیکھنے پائے نہ روئے یار ہم
جل گئے لائے نہ تاب گرمی دلدار ہم
عشق میں پایا ہے ہمنے کیا بشاش
جان کھو بیٹھے جی کھپا بیٹھے

میشہ بیش بہا ہے کا لعل تاباں دنیا میں ۔ نہ دو برز فلک نکلا نہ یہ زیر زمیں نکلی

بسمل ۔ منشی لعل چند ساکن بیرہ منڈی پشاور شاگرد۔ تاج الشعراء، منشی دیبی رام شاکر امرتسری۔

دل کے آئینہ میں ہوں اپنا جواب ۔ طور پر موسیٰ کی حیرانی ہوں میں

زیر نگیں ہیں مرے جن و بشر ۔ پرتو نقش سلیمانی ہوں میں

اپنی ہستی سے ہوں مطلق بیخبر ۔ آہ وقف کار نادانی ہوں میں

بسمل ۔ لالہ موہن رام مینڈا ماسٹر عمر تخمینا ۴۰ سال۔ شاگرد لسان الملک ریاض خیرآبادی۔

عنادل نغمہ زن ہیں غنچے ہنستے ہیں چٹکتے ہیں

اتر آئی فلک سے کوئی جنت یا گلستاں ہے

خزاں کا دور کانٹوں کی ثمداری گل افسردہ

چمن تنہا ہے یارب یا کوئی خواب پریشاں

بسمل ۔ ارباب لال صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد

اب کو دیکھا تو انھیں شرم و حجاب ۔ ہوشوخیاں نگاہ میں آئیں شباب ہے

بسمل ۔ منشی سکھدیو پرشاد صاحب تنہا۔ آبادی عمر تخمینا ۵۰ سال تلمیذ زخمی ناروی۔

میں ہوں گلشن قسمت کو دیکھ کر ۔ کہتا ہے برگ گل پہ فسانہ بہار کا

کسی کا ہے ملبوس عریانیِ تن — ہے تزئیب زیبائش ہر کسی کو
کوئی مست ہے خندہ جام مے سے — رُلاتا ہے خوں دیدۂ تر کسی کو
کوئی خاک اُفتادۂ بے نوا ہے — میسّر ہے اورنگ و افسر کسی کو
کہیں رات بھاری ہے بیمارِ غم پر — ملی ہے شبِ وصل دلبر کسی کو
اقامت گزیں ہے کوئی قصرِ زر میں — پھراتی ہے تقدیر در در کسی کو
مگر کوئی سلطان ہو یا بینوا ہو — ہم ایک در پیش ہے ہر کسی کو
اجل اس جہاں سے اُٹھا کر رہیگی — مقدم کسی کو موخر کسی کو

گرو نانک

شمع جاں افروز لعل شب چراغ معرفت — جلوہ پاش نور حق روشن دماغ معرفت
بیخود و توحید سرمست ایاغ معرفت — خضر منزل سالک گنج فراغ معرفت
تیری ہستی تھی سراپا پردہ ساز لطیف — جسکے نغموں میں نہاں قدرت کا تھا راز لطیف
پیکاں میں غنچۂ ناوک دلکش ہی شاخ گل — اب کیا خطا کرے گا نشانہ بہار کا
گلچیں نے پھول توڑ کے دامن میں بھر لیے — لوٹا ہے سنگدل نے خزانہ بہار کا

بخشی۔ لالہ سورج بخش صاحب خیرآبادی مصنّف مثنوی بخشی سنہ ۱۹۰۱ء میں انتقال کیا۔

رنگ اُنکے دلفریب تھے بو ناگوار طبع — ایسے بھی پھول ہیں چمن روزگار میں

وکیل شاہجہانپوری کی نیچرل نظمیں ہندوستان کے تمام رسائل میں شایع ہو چکی ہیں تمام نظموں کا مجموعہ مطلع انوار کے نام سے چھپ چکا ہے عمر ۲۴ سال

روح فلسفہ

عقل و تمیز سے تھا کل شب میں ہمکلام — پر تو فگن ہوئے مرے دل میں خیال چند
میں نے کہا یہ عقل سے اے پاک علوم — بتلا کہ پوچھتا ہوں میں تجھ سے سوال چند
ہے یہ طلسم ہستی موہوم کیا بلا — اسنے کہا یہ خواب ہے یا ہیں خیال چند
میں نے کہا کہ حاصل ہستی ہے چیز کیا — اسنے کہا کہ درد سری اور وبال چند
میں نے کہا کہ زندگی کس طرح ہو بسر — اسنے کہا ملیں جو اسے گو تمثال چند
میں نے کہا کہ اہل ستم کون لوگ ہیں — اسنے کہا ہیں سگ و گرگ و شغال چند
میں نے کہا کہ بحث تنازع ہے چیز کیا — اسنے کہا کہ بے سر و پا قیل و قال چند
میں نے کہا کمال ہوا اہل جہاں کو کیا — اسنے کہا کہ جمع کریں گنج و مال چند
میں نے کہا سنا مجھے خیام کا کلام — اسنے کہا کہ پند میں جیسے مثال چند

دورنگی زمانہ

دو رنگی فلک دیکھنے کے آثار — دکھاتی ہے گردش حال ہر کسی کو
محبت تھا اجڑا ہوا گھر کسی کو — میسر ہے کانٹوں کا بستر کسی کو

کبھی کچھ چارہ سازی کی غریب دل شکستہ کی
ذرا تو سوچ اے ناداں رہے گا کامراں کب تک
ترے گلزار میں آخر نہ آئے گی خزاں کب تک
دو روزہ زندگانی میں رہے گا نوجواں کب تک
رہے گا آسمان پیر تجھ پر مہرباں کب تک
نظر کر ایک مشت خاک سے کم تیری ہستی ہے
عبث اس دار فانی میں غرور و جوش مستی ہے

برق۔ منشی رام رکھا سیالکوٹی حال مقیم کراچی عمر تخمیناً ۳۰ سال

توبہ نہ ٹوٹ جائے کہیں ڈر ہے یہ مجھے ۔۔۔ ہیں جام دور میں عرق انفعال کے
انکی ہنسی پر آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے ۔۔۔ پیدا خوشی میں ہو گئے پہلو ملال کے
تکلیف سیر باغ نہ دو مجھ نحیف کو ۔۔۔ نرگس نہ دیکھ لے کہیں آنکھیں نکال کے
جوہر شناس شعر کریں چشم التفات ۔۔۔ لایا ہوں بحر فکر سے گوہر نکال کے
کیا خوب برق تو نے دکھایا ہے زور طبع ۔۔۔ کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے
نسیم لائی ہے گلشن سے پھولوں کی خوشبو ۔۔۔ شہید ناز کی تربت بسائی جاتی ہے

برق۔ منشی مہاراج بہادر برق بی اے۔ منشی فاضل۔ ایس اے۔ ایس دہلوی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ولادت ماہ جولائی ۱۸۸۴ء مقام دہلی وطن آبائی بسکیٹ ضلع ایٹہ خلف منشی ہر نرائن داس حسرت ابن منشی خوبچند

بتا اے طالب دنیا یہاں تو نے کیا کیا ہے
غریب و زار بیکس کو کبھی تو نے دیا کیا ہے
یتیم بے زر نے ہاتھ سے تیرے لیا کیا ہے
گدائے تشنہ لب نے جام سے تیرے پیا کیا ہے
سخی بن کر کبھی کھانا دیا محتاج بندوں کو
کبھی تو نے مصیبت میں کیا خوش دردمندوں کو
کبھی تو نے کسی محتاج کی حاجت برآری کی
کبھی تو نے کسی بیمار کی تیمار داری کی
کبھی تو نے کسی ناچار کی خدمت گزاری کی
کبھی تو نے کسی کے واسطے کچھ جاں نثاری کی
یتیم دل شکستہ کو کبھی الفت سے پالا ہے
غریق بحر آفت کو کبھی باہر نکالا ہے
کبھی تو نے کسی محتاج بیوہ سے بھلائی کی
کسی بے دست و پا پر صرف کچھ اپنی کمائی کی
کبھی تو نے کسی مفلس کی بھی حاجت روائی کی
کبھی تو نے کسی مظلوم کی عقدہ کشائی کی
کبھی مقصد براری کی کسی محتاج خستہ کی

ہوگیا۔ بابو ہر پرشاد چچا گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور کے سکنڈ ماسٹر تھے
انکی اعانت سے ایل ایل بی اور لوکل لا کا امتحان ۱۸۹۹ء میں پاس
کرکے سیتاپور میں وکالت کرنے لگے۔ شاعری اور اُردو زبان کا شوق مدت
سے تھا فارسی کی قابلیت حاصل تھی۔ دادا بھی فارسی کے کامل اُستاد تھے
آپ کی تصنیف سے ایک دیوان جلوۂ برق اور مثنوی شاہ بسیر اور مثنوی
سلک مروارید طبع ہوچکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو مرلیدھر
ہائی اسکول سیتاپور میں ماسٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے منشی سکھدیو پرشاد
کلکٹری میں کلرک ہیں ان کو شاعری کا شوق ہے اور بیتاب تخلص کرتے
ہیں ، آپ کی عمر اسوقت ۵۹ برس کی ہے۔ آپکے اسلاف اکبر بادشاہ کے
زمانہ سے اسمٰعیل پور میں سکونت رکھتے ہیں۔

لدے پھولوں کی ڈالی پھٹ نہ پڑتی چار تنکوں سے
نشیمن کیوں اجاڑا فصل گل میں باغباں میرا

یہ پردہ رہ گیا کیسا نہ اب تو ہے نہ اب ہم ہیں
تلاش یار ہم کو گم کیا لا کر کہاں تونے

انسان ہی جہاں میں وہ آدمی کہ جو | ظالم نہیں حریص نہیں عیب بیں نہیں
صبح پیری سے نہ کر دیا بیدار | ہائے اب لطف خواب جاتا ہے

مستی میں شجر ہیں جھوم رہے اک وجد کا عالم ہر سو ہے

ہر پھول میں اسکی خوشبو ہے اکسیر ہے بوٹی بوٹی میں

ہر شاخ میں ہیں اسکی خاصیت تاثیر ہے پتی پتی میں

پودوں میں جڑ و بنیں زہر بھرا زہروں میں نہاں تاثیر شفا

دیکھوں خاصیت برگ و شجر تیار کروں کچھ اسنے دوا

مثنوی بہار

کس ناز سے ہے بہار آتی
اٹھلاتی لجاتی مسکراتی

چوتھی کی دلہن نئی نویلی
کمسن البڑ حسین انیلی

اُٹھتی کونپل اُبھار کے دن
بوٹا سا وہ قد بہار کے دن

دھانی جوڑے پہ کیا پھبن ہے
گہنا پھولوں کا زیب تن ہے

سہرا پھولوں کا منہ پہ ڈالے
گھونگھٹ اک ناز سے نکالے

اک سبز پری چمن میں آئی
ہریالی بنی وطن میں آئی

سورج نے آرتی اتاری
اتری گلشن میں جب سواری

صدقے ہوئی عندلیب اڑکر
گل نے زر گل کیا نچھاور

شربت میں گلاب کے سکورے
شبنم بھر لائی کورے کورے

کرنوں نے مور چھل ہلایا
خورشید نے آئنہ دکھایا

حسن عشق کی جھلک اسمیں نظر آتی ہے   ہر دو آئینہ قدرت تو نہیں دل میرا

برق۔ پنڈت جوالا پرشاد برق بی۔ اے ساکن قصبہ محمدی ضلع کھیم پور متوطن لکھنؤ تلمیذ امیر مینائی ۱۸۸۰ء میں لکھنؤ میں منصف مقرر ہوئے پھر عدالت خفیفہ کے جج ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ جناب صفی سے مشورہ سخن لیتے تھے اردو زبان آپ نے اساتذہ اردو سے حاصل کی اردو کے نہایت دلدادہ تھے تمام عمر آپ نے زبان کی خدمت کی۔ تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا۔ کلام آپکا عیوب شاعری سے پاک ہے۔ بہت سے ناول اور ڈرامے انگریزی زبان سے اردو میں ترجمہ کئے بعض بنگالی زبان سے ترجمہ کئے۔ روہنی بنگالی دلہن۔ مرالنی۔ مارستیمس مشورہ فرنگ کملنا فیروز آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ اور بہت سی خدمات زبان کی انجام دی۔ دیوان آپ کا مرتب ہو چکا تھا دفعتہً ۱۹۱۱ء میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا۔

دنیا میں ظہور صبح ہوا گلشن پر کیا جوبن ہے
خورشید کا غنچہ کھلنے لگا اللہ کی قدرت روشن ہے
پڑیاں سے پیارے دیوان چمن شاخوں پہ بیٹھے گاتے ہیں
پھنگی سے نسیم روح فزا جھونکے اٹھلاتے آتے ہیں
خوش ہیں ہزاروں پھول کھلے کیا بھینی بھینی خوشبو ہے

ایمن ۔ پنڈت سروپ نرائن ۔ بی اے کشمیری امرتسری

جب دیکھو رہروانِ عدم ہیں پئے سفر | زنہار خالی پایا نہ اس رہگزار کو

خود فراموشی ہے مجھ کو منظور | داستانِ غمِ ایام نہ پوچھ

بجلیاں دوڑ گئیں رگ رگ میں | جلوۂ حُسنِ لبِ بام نہ پوچھ

کون بیٹھا تھا حریم دل میں | رات کی بات سرِ عام نہ پوچھ

ایک بجھتی ہوئی ہے چنگاری | حسرتِ عاشقِ ناکام نہ پوچھ

کام کر جاتی ہے جب ملتی ہے | آنکھ کا آنکھ سے پیغام نہ پوچھ

ب

باقی ۔ راجہ گردھاری پرشاد ۔ محبوب نواز جنگ ۔ ولد راجہ بنسی قوم کایستھ سکسینہ خلف راجہ ہری پرشاد ۔ متعدد کتابوں کے مصنّف ۔ دولت آصفیہ کے رکن رکین حضور نظام کے خیرخواہ تھے مہتمم دفتر خانسامانی و سررشتہ دار تھے ۹۰ برس کی عمر میں سنہ ۱۹ء میں انتقال فرمایا ۔

دریا سے موج موج سے دریا نہیں الگ | ہم سے جدا نہیں ہے خدا اور خدا سے ہم

روئے حبیب اس بحرِ خوبی کیلئے | موجزن چشموں سے اک دریا ہوا

بیدار ۔ منشی بدر بہادر سنگھ بی اے ۔ وکیل ہائیکورٹ گورکھپور ۔ عمر تخمیناً چالیس سال شاگرد نسیم خیرآبادی ۔

جاگے نصیب باغ کے سبزہ ہرا ہوا | رکھا جو پائے ناز عروس بہار نے

مردانِ خدا خواہش دنیا نہیں کرتے آزادرہ و رسم کی پروا نہیں کرتے

الفت۔ راجہ الفت رائے لکھنوی بیت شاہی زمانہ میں فوج کے بخشی تھے مرثیہ گوئی میں مشہور عام ہیں فارسی میں ایک انشا طبع ہو چکی ہے اُردو میں کلیات مراثی کلیات سلام دیوان غزلیات قلمی جا بجا دیکھنے میں آیا

لفظوں کی پیروی نہیں کرتے ہیں عقلمند جب غور سے حیات کو دیکھو حباب ہے
غفلت میں کس مزے سے گزرتی ہے زندگی جو کمسنی میں عیش ملا تھا وہ خواب ہے

الفتی۔ راجہ الفت رائے دہلوی ولد رائے سکھن جی کالیست ترک روزگار کر کے عظیم آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

خاکساری سے مثال نقش پا جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

انجم۔ مہابیر پرشاد بی اے ایل ایل بی زمیندار انجم خلف اکبر منشی مولچند صاحب اثر بھگینہٹ بارشی کالیستھ سری واستو دوسرے متوطن خیرآباد محلہ بھولن پور ضلع سیتاپور رسال ولادت سنہ ۱۹ عمر ۳۰ سال۔ فارسی اُردو دونوں میں شعر کہتے ہیں علم عروض و قافیہ و دیگر کتب فارسی حکیم کوثر خیرآبادی سے پڑھے ابتدا میں کلام پر اصلاح بھی حکیم صاحب سے لی کبھی کبھی بیخود موہانی ایم اے پروفیسر کو کلام دکھایا۔

فریب نظر رنگ گلزار نکلا پڑی آنکھ جس پھول پر خار نکلا
نہ ٹپکا اگر بن کے اشک ندامت تو دل میرے پہلو میں بیکار نکلا

کے دلدادہ تھے ایک تذکرہ شعرا نسخہ "دلکشا" نام ان سے یادگار ہے۔
شاگرد حافظ اکرام اللہ صنیغم مرحوم

رات بھر نالے کیا کرتا ہوں گریباں کو | پوچھتے کیا ہیں حقیقت مری اوقات کی آپ

ارمان ۔ پنڈت برج نرائن کشمیری ثم دہلوی ولادت ۱۸۶۷ء تلمیذ مرزا داغ اڈیٹر اخبار ظریف سہارنپور و اخبار پٹیالہ و رسالہ تصویر سخن۔ کچھ عرصہ تک اخبار سماچار لاہور و راجپوت گزٹ کے اڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آخر میں اخبار تہسکار ہی کی اڈیٹری کی اردو فارسی دونوں میں شاعری کرتے ہیں۔

انکار رہا حشر کے وعدے پہ بھی تمکو | ملنے کا کوئی روز مقرر نہیں ہوتا
خود ہی پہنچ گیا ہوں وہاں بہر التجا | طرز ادا بتاتا ہوا نامہ بر کو میں

ارمان ۔ پنڈت راج نراین دہلوی چیف اڈیٹر روزانہ اخبار ایشیا دہلی

یارب بہشت میں ہو قیام اس غریب کا | ہمنے ہزار کام لئے ہیں شباب سے
ہر قطرہ سرشک میں آتے ہیں لخت دل | گویا نکل رہے ہیں جواہر حباب سے
تبدیل کل جہان کا نقشہ ہوا مگر | تقدیر آشنا نہوئی انقلاب سے

اُفق ۔ منشی دوارکا پرشاد صاحب لکھنوی خلف منشی پورن چند۔ کایستھ ساکن نو بستہ تلمیذ منشی ہرشنکر دیال فرحت اردو و فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ نظم و نثر دونوں پر قادر تھے نظم اخبار لکھنؤ سے آپ کی نگرانی

ہو جائیگی سحر بھی جو باقی حیات ہے — بھاری مگر مریض پہ فرقت کی رات ہے
ملتے نہیں ہیں قول سے جو کہہ دیا کیا — مردوں کے دم کے ساتھ ہی مردوں کی بات ہے
وہ زندگی بھی چشم زدن میں گزر گئی — سمجھے تھے جسکو ہم کہ بڑی کائنات ہے

آثر۔ لالہ جے نرائن ورما۔ بی۔ اے۔ لکھنوی پہلے صانع تخلص کرتے تھے۔ رسالہ ناول کے اڈیٹر تھے خود بھی انگریزی ناول کے ترجمے کرتے تھے۔ اور ناولوں کی تجارت کرتے تھے۔ امین آباد میں سکونت رکھتے تھے نواب بندہ علی خاں زیبا کے شاگرد تھے اور زیبا نور علی خاں شیدا کے شاگرد تھے۔ شیدا کے استاد آتش تھے۔ دفعتہً ۴۶ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا۔

مستانہ بیٹھے ہیں یہ ارادہ کئے ہوئے — کعبے کو جائیں یاد بتوں کی لئے ہوئے
ہمنے میخانے میں اللہ کا جلوہ دیکھا — عین کثرت میں نظر صورت وحدت آئی

اخگر۔ ٹیک چند دہلوی۔ دیوان شہزادہ مرزا خرم بخت مقیم بنارس صوفی منش تھے۔

دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار
ایسی شے نایاب ہمنے مفت مستی چھوڑ دی

اخگر۔ مسٹر نند کشور بی۔ اے۔ نوجوان عمر ۲۲ سال فیروز پوری انگریزی کے علاوہ اردو و فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل نظموں میں بہت

بس اسقدر ہی عالم وحشت میں دسترس ، دامن کی دھجیاں ہیں نثار بہار

آنند۔ پیارے لال ولد منشی گنڈا رام متوفی ولادت ۱۸۸۹ء مقام لکھنہ۔ ضلع لدھیانہ شاگرد سرور جہان آبادی عمر ۴۱ سال قوم برہمن۔ تین سال تک مقامی ہائی اسکول میں آنریری طور پر کام کرتے تھے آجکل تجارت کتب اور پبلشری کا مشغلہ ہے۔ ان کے والد فارسی کے جید عالم تھے اور مولوی محمد حسین آزاد سے گہری دوستی تھی۔

سر در بادہ ہستی کے رنگ دیکھ چکے ، عروس مرگ کا اب انتظار دیکھیں گے
نسیم لیکے نہ آئی پیام آزادی ، اسیر کنج قفس کیا بہار دیکھیں گے
رہیگا یونہیں الٹ پھیر اس زمانے کا ، چڑھاؤ دیکھیں گے صدہا اتار دیکھیں گے

آبر۔ منشی رگھبر دیال خلف منشی گوردیال صبر۔ لکھنوی ساکن ٹھاکر گنج۔ عرائض نویس عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

یہ کیا مرض ہے جو عیسیٰ سے بھی دوا نہوئی ، ہمارے درد جگر کو کبھی شفا نہوئی
امید خیر ہو کیا ہم کو زال دنیا سے ، کسی کی دوست جہاں میں یہ بیوفا نہوئی
بتوں کے عشق میں کیونکر کمال حاصل ہو ، طویل زندگی بندۂ خدا نہوئی

آبر۔ پنڈت بشن نرائن صاحب در بیرسٹر کشمیری لکھنوی نہایت کہنہ مشق شاعر تھے اردو سے خاص دلچسپی تھی کشمیری محلہ میں سکونت تھی۔ تھوڑا زمانہ ہوا ساٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

الف

آرام ۔ منشی لچھمن لال کایستھ دہلوی ثم لکھنوی ۔ تلمیذ انشا ۔ فارسی پر فارغ التحصیل تھے ۔ شہزادہ سلیمان شکوہ کے دیوان خانہ میں متصدی تھے ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا ۔

آہ اپنی زبان پر آئی ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ یا بلا آسمان پر آئی

سراپا اس میں ہے قدرت خدا کی ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ کہوں کیا چیز ہے انسان خاکی

آشفتہ ۔ منشی گلاب سنگھ دہلوی کھتری ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا ۔

رکھا سر پاؤں پر اسکے تو بولا ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ کہ تو بھی بے سر و پا کسقدر ہے

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ بے خبر تجھ کو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ ۔ پنڈت امرناتھ کشمیری ثم دہلوی ۔ شاگرد تنویر ۔ صوبہ پنجاب میں منصف تھے ۔ صاحب دیوان صاحب تلامذہ تھے ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا ۔

اجی اب میں نے صاحب حضرت غم تم کو پہچانا
کرم فرمائے من تم تو پرانے آشنا نکلے

عریانی حباب کا رکھا نہ کچھ خیال ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ مقراض موج دامن دریا کتر گئی

آشوب ۔ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال کھتری سلسلہ نسب راجہ

طلباء کو مطالب کا فائدہ پہنچے یا ان کے مذاق پر عمدہ اثر پڑے اسلئے میں نے انتخاب میں سخت پہلو اختیار کیا ہے یعنی حتی الوسع وہی اشعار انتخاب کئے ہیں۔ جن میں فلسفہ کے خیالات الٰہیات نصیحت مناظر قدرت مکارم اخلاق۔ تمدن۔ اصول معاشرت کے مضامین درج ہیں۔ یا مجازی پیرایہ میں عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے کیونکہ آج کل کی شاعری بجائے مناظر قدرت کے ہر نقش زنگار کا فوٹو لے رہی ہے۔ مجبوری کی حالت میں دوسری قسم کے بھی اشعار درج کرنا پڑے۔ خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب بھی میری دوسری کتابوں کی طرح مقبول عام ہو۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

احاطہ خانساماں لکھنؤ

جو ہمارے لئے درس عبرت ہے

یہ خیال کہ اولاد نام روشن کرے گی بالکل فضول ہے اب تو ایسی اولاد دیکھنے میں آتی ہے جو باپ کے جوہر کمالات کو دو چار پیسوں میں بیچ کر اپنا پیٹ پالتی ہے۔

اس کی تصنیف کو جو اس کی دائمی حیات کا باعث تھی پنساری کی دکان کی نذر کر دیتی ہے۔ پس ایسے گزشتہ شعرا کے حالات و کمالات کو جن کی روحیں ہماری قلم کی گردش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور ایسے موجودہ شعرا کے کلام و حالات کو جن کا حال چند روز کے بعد ماضی جا ہوگا اور جن کی نگاہیں ہمارے دماغ سوزی کی منتظر ہیں۔ مدوّن نہ کریں تو کتنا بڑا ظلم ہے۔

میں اس کتاب کو شروع کر کے اُمید کرتا ہوں کہ خدا اس کو انجام تک پہنچائے اور میں ہندوستان کے مشہور خادمان ادب کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ یہ تذکرہ ابتدائے زبان اُردو سے ۱۹۳۰ء تک کا ہے۔ یعنے جب سے اب تک جتنے انقلاب ہوئے جسقدر تہذیب میں فرق آیا جسقدر علوم نے ترقی کی جسقدر اُردو زبان کی توسیع ہوئی اسکا فوٹو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تذکرہ کا نام ہندو شعرا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشعار سے

موہن بھوگ کھلائے گا۔

ہندو شعرا اور نثاروں کا احسان ہمارے سر آنکھوں پر اُن کی محنتیں ان کی کوشش بار آور ہوئیں ورنہ ایک فرقہ اُردو کو اتنی جلدی ترقی نہیں دے سکتا تھا۔

آج اُنھیں کوششوں کی بدولت لندن امریکہ میں اُردو کالج قائم ہیں جرمن میں اُردو کتابیں چھپائی جاتی ہیں۔

اس احسان کا شکریہ صرف زبان سے نہیں ادا ہو سکتا۔

اِسلئے ہم ایک تذکرہ ایسے محسنین اُردو کا لکھتے ہیں جنھوں نے اپنی شاعری سے اُردو کے چمن کو گلریز بنا دیا۔

وہ گزشتہ دور کے ہندو شعرا اور موجودہ زمانے کے شعرا سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھے تذکرہ لکھنے کی ضرورت اس سبب سے لاحق ہوئی کہ اولاد سے زیادہ سوانح عمری کام آتی ہے۔

آجکل لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں سو برس میں پوتے پڑپوتے رہجاتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ دادا کا نام تو یاد رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کمالات انکو سنہ ولادت ان کا سنہ وفات نہیں بتا سکتے۔ یہ حال تو اولاد والوں کا ہے لاولد کا تو کوئی نام بتانے والا بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ان بزرگوں کے

مشکل ہے ہندوؤں نے اردو کو ترقی دی نعمت زبانوں کے ترجموں سے اس باغ کو شاداب کیا اور بین دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ صوبہ متحدہ میں فی صدی نوے سے ہندو حضرات اردو کے لکھنے والے اور بولنے والے ملیں گے۔ حضرات ہندو کی دلچسپی کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ہندی زبان کو غور سے دیکھیں گے تو اس میں بھی اردو کی طرح عربی فارسی الفاظ بے انتہا مخلوط ہیں نظر عربی لفظ ہے۔ ہندی میں داخل ہے فرق یہ ہے کہ بھاشا بن کا شین قاف درست نہیں وہ بگڑ جاتے ہیں تو اس حالت میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں۔

برج بھاشا ہے بھاشا جو کسی وقت میں عام زبان ہندی تھی۔ اس میں بھی عربی فارسی الفاظ بکثرت شامل تھے اسی سبب سے ہندو پنڈتوں نے اس زبان کو شودر کی زبان کا لقب دیا تھا کیونکہ ان کی زبان سنسکرت تھی۔

یہی بھاشا چل ترقی میں ہندی بنی دوسری ترقی میں اردو کہی گئی ہندوستان میں کوئی فرقہ ہندی بولے یا بھاشا اردو کی جڑ مضبوط مٹی ہاتھ کی۔ مرہن بھوگ سے کبھی نیز زبان نکالو ہر طرح

اب یہ شکایت کہ ہندو زبان ہندی کی خدمت دل کھولکر کرتے ہیں۔
اور سب کے سب اس کام میں اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں
ہماری رائے میں بالکل ناروا ہے۔ اسلئے کہ اگر ہندی کی خدمت
وہ نہ کریں تو ہندی مٹ جائیگی جس طرح سنسکرت اور عربی فارسی
ہندوستان سے مٹ گئی۔ اور ہندی مٹ جائیگی تو اردو کی بھی
خیر نہیں ہے۔ کیونکہ اردو ہندی کچھ دو دو زبانوں کے نام نہیں ہیں۔
ناشائستہ اُردو ہندی ہے اور شائستہ ہندی اُردو ہے۔ اُردو کا درخت
ہندی کے بیج سے اُگا ہے۔ اُردو کا عطر ہندی کے صندل پر کھینچا گیا
ہے اُردو کی عمارت ہندی کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلئے کہ تمام مصادر
تمام افعال اُردو میں ہندی کے آتے ہیں اسم کا یہ حال ہے کہ جو اسما
ہندی میں نہیں ملتے وہ غیر زبان سے اُردو میں بولے جاتے ہیں۔
گاؤں گاؤں یہی ناشائستہ اُردو بولی جاتی ہے جسے لوگ ہندی کہتے
ہیں۔ ہندی زبان جسقدر زیادہ ترقی کرے گی اُردو کو فائدہ پہونچائیگی
اُردو وہی اچھی زبان ہے جسمیں ہندی کے الفاظ زیادہ شامل ہوں
اور فارسی بضرورت لئے گئے ہوں۔
غرضکہ اُردو دونوں فرقوں کی زبان ہے۔ اور اگر ہندو اُردو کو
رواج نہ دیتے تو اُردو کا اس مرتبہ تک پہنچنا مشکل تھا اور آیندہ بھی

مسٹر جگت سنگھ پروپرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور
مسٹر نرائن سنگھ ہنر اڈیٹر رسالہ چمن امرتسر
مسٹر کنھیا لال ایم۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ چاند۔ الہ آباد
مسٹر ترلوک چند نازاں اڈیٹر رباب لاہور۔

اور دیگر ناظم و ناشر مدیران اخبار و رسائل جن کے نام نامی اس وقت ہمارے حافظہ میں نہیں ہیں۔ ان سب نے اردو کو زمین سے آسمان تک پہونچا دیا۔

ناانصافی ہوگی اگر ہم اس بارے میں منشی نولکشور ریکیٹ باشی کا نام فراموش کر دیں۔ یہی ایسی ایک ذات تھی جس نے اردو زبان میں ہندو مذہب کے ترجمے شائع کرکے اردو کو علمی زبان بنا دیا۔ مصنفین کی حوصلہ افزائی کی۔ آج تک کسی انجمن کسی پریس کسی ریاست نے اردو کی ایسی خدمت نہیں کی اور اس خدمت کا صلہ تھا کہ منشی صاحب معمولی حیثیت سے ترقی کرکے بڑے بڑے تعلقداروں میں شامل ہو گئے سب سے پہلے قرآن شریف اردو ترجمہ اسی مطبع سے شائع ہوئیں۔

الغرض ہندو ہی ہیں جو اخبار و رسائل کی اشاعت میں مالکان پریس کی حیثیت سے ہندوستان کے شکرگزاری کے مستحق ہیں مسلمان تنہا یہ خدمت سر انجام نہیں دے سکتے۔

بدل دیا اور ایسے ایسے پھول کھلائے جو ہمیشہ بہار دیں گے۔

نثاروں نے نثر میں داد سخن دی۔ ناظموں نے نظم میں گہر فشانی کی، کیا ہم لالہ ٹیک چند بہار۔ پنڈت دیا شنکر نسیم۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار پنڈت بشن نرائن در۔ منشی طوطا رام شایاں۔ لالہ سری رام مصنف خمخانہ جاوید۔ منشی جالپا پرشاد۔ سابق اڈیٹر اودھ اخبار۔ مسٹر برج نرائن چکبست منشی نوبت رائے نظر۔ منشی سرور۔ جہان آبادی۔ بیکنٹھ باشی۔ اور موجودہ دور میں راجہ راجایان۔ مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد وزیر اعظم دکن۔ سر تیج بہادر سپرو ایم۔ اے۔ رائے بہادر پنڈت شیو نرائن شمیم۔ پنڈت برجموہن دتا تریہ کیفی۔ مسٹر منوہر لال زتشی۔ پرنسپل ٹریننگ کالج لکھنؤ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم پنجاب۔ سردار بھگوان سنگھ ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم پٹیالہ وغیرہ کے احسانات سے سبکدوش ہو سکتے ہیں جنھوں نے نظم و نثر اردو میں چار چاند لگا دئے۔ اور مختلف زبان کے تراجم سے اردو میں وسعت پیدا کی۔ اور بہت کچھ احسان اردو پر مدیران رسائل کا ہے جو درج ذیل ہیں۔

مسٹر دیا نرائن نگم۔ بی۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور۔

مسٹر چنتامنی گھوش سابق اڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد

منشی دیوان سنگھ مفتون اڈیٹر اخبار ریاست۔ دہلی

یہ ایک عجیب بات ہے کہ آدمی کو اپنا عیب اور دوسروں کا ہنر
ں معلوم ہوتا. اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا اور دوسروں کی آنکھ کا
؛ نکالنے کو تیار ہے. کہا جاتا ہے اُردو زبان کی خدمت ہندو نہیں
ے اور وہ ہندی زبان کو رواج دے رہے ہیں. یہاں تک کہ اُردو
ان کی جتنی انجمنیں ہندوستان میں قائم کی جاتی ہیں، سب کو یہی شکایت
ہے. لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ اس کے برعکس ہے
آج جس قدر اُردو زبان کی خدمت ہندو شاعر اور ہندو نثار مستقبل
ہوسے کر رہے ہیں وہ قابل شکرگزاری ہے. بیسیوں ہندو اس کے دوش
بدوش ہندو شاعر اُردو زبان میں اپنے جوہر کمالات دکھاتے
ے ہیں اور اپنی مذہبی کتابوں کو اسی زبان میں نظم کر کے اُردو کو ہردلعزیز
بنانے کی کوشش کی ہے.
اس کے علاوہ ہندو تعلیم یافتہ کے اعلیٰ طبقہ نے انگریزی فرانسیسی
سنسکرت کے اہم ذخیرہ کو اُردو میں ترجمہ کر کے اس کی خزاں کو بہار سے

ہندو شعرا
۱۶۰۱ء، ۱۹۰۳ء
مؤلفہ
خواجہ عشرت لکھنوی